١٢٠٤ ~~١٠٩١~~

فتح القدير على الابليس الشرير

١٢٠٤ ~~١٢٩٥~~ سؤال از جمیع علمای اهلسنت

۱۲۰۳

وَيُرِيدُ اللّٰهُ اَنْ يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ

فتح القدیر بر سر الابلیس الشریر

مناظرہ شیعہ و سنی بمبئی کے فیصلہ پر ایک نظر

الحمد للہ کہ خداوند عالم نے شیعونکو یہ فتح مبین ۲۸ ذیحجہ ۱۳۳۵ھ کو عنایت کیا کہ جناب منشی محمد حسن صاحب ملقبہ رئیس اعظم بمبئی سنی شافعی المذہب نے باوصف سنی ہونیکے اوس مناظرہ پر ایک ایسا فیصلہ دیا جو ہمیشہ کیلیئے یادگار رہیگا خصوصا اوسکے یہ چند فقرات (۱) اول تو مولوی عبد الشکور صاحب نے یہ نہیں بتلایا کہ شیعونکو کسی امام یا مجتہد نے یہ لکھا ہو کہ تحریف قرآن ماننا چاہیے (۲) پس ان وجوہ سے انکا استدلال کلی باقی نہیں رہا (۳) مولوی عبد الشکور صاحب نے آیہ وعد اللہ پڑھا اور فرمایا کہ متکلم سے مراد کلو ہی اول یہ کہ متکلم سے مراد تمکو نہیں ہو سکتی البتہ تم میں سے کے معنی تو ہیں اور وہی افصح ہی (۴) سینونپر ناحق بہتان ہی (۵) اس گستاخی کا کیا کہنا جب نعمت دین اور نعمت تبدیل خوف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو نصیب نہ تھی (۶) میں اپنی رائے قائم کرتا ہوں کہ مولوی عبد الشکور صاحب نے اول تو اقرار نامہ کے موافق کسی حدیث سے مسئلہ خلافت کو ثابت نہیں کیا تو اقرار نامہ کے موافق حدیثوں کی مطابقت آیات قرآنی سے کیسے کر سکینگے"

فیصلہ کے ان فقرات کو پڑھکر غور فرمایئے کہ فتح شیعوں کی ہوئی یا سینوں کی کیونکہ فیصلہ ایک سنی رئیس کا لکھا ہوا ہے۔

سید اظہار حسین پرنٹر و پبلشر نے
مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن میں چھپا کر شائع کیا

فیصلہ بمبئی پر ایک نظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی دو تین مہینہ سے ایک رسالہ گشت کر رہا ہے جسکا نام رد مذہب شیعہ رکھا گیا ہے کاتب رسالہ مولوی عبد الشکور صاحب ہیں مگر اس غرض سے کہ القاب رفیعہ لکھنے کا موقع ملے دوسرے کیطرف سے شایع کیا سنیان بمبئی کے دو تین اشتہار ملے اور خود رسالہ رد مذہب شیعہ ملا جس سے عجب طرح کی طمع کاری ظاہر ہوئی مگر شیعوں کیطرف سے کوئی جواب اسکا نہ ملا بجز اسکے کہ صدر صاحب کا فیصلہ شایع کیا گیا جسپر کوئی نوٹ بھی تھا بہر حال ہم جو رسالہ رد مذہب شیعہ کو دیکھتے ہیں تو نہایت حیرت ہوتی ہے کہ اس کارروائی پر کیونکر اہلسنت اظہار مسرت کرتے ہیں کیونکہ پہلے وہ اقرار نامہ کو حسب ذیل الفاظ میں شایع کرتے ہیں۔

منکہ مہدی خاں ولد پیر خاں زردوز لکھنوی حال مقیم بمبئی ہوں میں بحالت ثبات عقل ہوش و حواس و بکمال رضا در حجت شرائط ذیل کا اقرار کرتا ہوں اور پابند ہوتا ہوں۔

(۱) میں خلافت خلفاء ثلثہ کو از روئے نص قرآن و حدیث شریف و نص صریح احادیث صحیحہ و معتبرہ مطابق قرآن شریف صراحتہً ثابت کرونگا کیونکہ مذہب اہلسنت یہی ہے

(۲) اگر اس سے میں عاجز ہو جاؤں یا کوئی حیلہ حوالہ کروں تو میں مغلوب اکو دلیل میں عاجز سمجھا جاونگا اور علاوہ تبدیل مذہب کے سو روپیہ انعام بھی دونگا۔

(۳) میں اپنی جانب سے کسی مولوی صاحب کو اس معاملہ کی بحث اور تصفیہ کیلئے لاؤنگا اور انکو بھی

شرائط مندرجہ کی پابندی لازم ہوگی اور کسی دوسرے کو اثنار بحث میں مجال گفتگو نہوگی ورنہ ادار شرط دوم لازم ہوگی۔

(۴) کسی قسم کی طعن وتشنیع وخلاف تہذیب وحرمت بزرگان شیعہ وقوم شیعہ کے بارہ میں نہ کرونگا ورنہ شرط دوئم لازم ہوگی۔

(۵) ایک شخص واقف وماہر مذہب اسلام عربی وفارسی دان غیر مسلمان کو بطور پنچ مقرر کیا جائیگا جو فریقین کے دلائل پر غور کرکے فیصلہ دیگا بجز اسکے اوسکا کوئی اور کام نہ ہوگا مگر جلسہ کے نظم ونسق کا لحاظ رکھنا۔

(۶) ماہ ذیحجہ ۱۳۳۵ھ کی تاریخ ۱۵ یا ۲۰ سے یہ مباحثہ شروع ہوگا اگر میں مقررہ تاریخ پر تیار نہوں تو ادائے شرط دوئم لازم ہوگی۔

(۷) حاضرین جلسہ میں سے کسی کو کسی قسم کے گفتگو کرنیکی اجازت نہیں ورنہ شرط دوئم لازم ہوگی نیز مہذب وشرفا لوگ طرفین سے پچیس پچیس آدمی حاضر جلسہ ہونگے۔

(۸) مکان مباحثہ مسافرخانہ حاجی دیوجی جمال مرحوم شیعہ معین ہوا ہے۔

(۹) ہر دو فریق کے مولوی صاحبان جو نامزد کیے جائینگے وقت مباحثہ کے ان دونوں صاحبوں کے علاوہ فریقین میں کسیکو کسی کے تبدیلی کا حق نہ ہوگا۔ مکرر رسالہ رد مذہب شیعہ

اس اقرار نامہ کا دفعہ اول اور دفعہ پانچ بہت کچھ غور طلب ہے کہ مدار مناظرہ اسی پر ہے کہ فریق ثانی خلافت شیخین کو قرآن سے ثابت کردے اور حکم ایک شخص غیر مذہب اسلام ہو۔ مگر جب مولوی عبدالشکور صاحب مناظر اہلسنت بمبئی پہونچے تو پہلی تدبیر یہ کی کہ کسی طرح اس اقرار نامہ کو بدلوائیں چنانچہ صفحہ ۱ میں لکھتے ہیں

(۱) شیخ احمد صاحب کی اور ہمارے درمیان میں اقرار نامہ اسٹامپ پر لکھا گیا ہر چند شرائط وغیرہ کی متعلق ہم یہ کہتے رہے کہ جلسہ مناظرہ میں فریقین کی مناظر اونکو طے کرینگے مگر شیخ صاحب نے ضد کی اور ہمنے اونکی ضد منظور کرلی اور جو جو شرائط اونھوں نے لکھوائیں ہمنے اونکو بلا تامل لکھدیا طرفین سے صرف پچیس پچیس آدمیونکی لئے اونھوں نے کہا ہمنے اوسکو بھی منظور کرلیا گو یہ تعداد ایسی قلیل تھی جس سے اصل مقصد مباحثہ کا ایک طرح سے فوت ہو سکتا ہے

بھلا کم سے کم سو سو آدمی تو ہوتے مباحثہ کیلیے مکان انھوں نے اپنے ہم مذہب کا تجویز کیا ہمنے اسکو بھی منظور کیا۔ ثالث میں انھوں نے ایسے اوصاف کی شرط لگائی جسکا پورا ہونا قریب قریب ناممکن ہے مگر شیخ صاحب نے کہا کہ ایسا شخص ہم تلاش کر دینگے کوئی مشکل نہیں ہے ہمنے اسکو بھی منظور کیا صدا رسالہ رد مذہب شیعہ

یہ تحریر آپکو بتا رہی ہے کہ معاہدہ کے توڑنے کا سامان پورا کیا جا رہا ہے کہ اگر مغلوب ہوں تو کہا جائے یہ اقرار نامہ غلط ہے کیونکہ صرف ایک فریق کا اصرار ہی لکھا گیا ہے۔

پھر دفعہ ۵ کے نسبت لکھتے ہیں۔

اچھا ان سب باتوں کو چھوڑ کر ہم آپ کو لکھتے ہیں کہ اگر واقعی آپکے عالم مباحثہ کیلیے تیار ہیں اور واقعی آپکے علما اپنے مذہب کو سچا سمجھتے ہیں تو بسم اللہ آجایئے ہماری مجوزہ مکان میں مناظرہ کیجئے تو انتظام ہمارے ذمہ ہے اپنے کسی مکان میں کیجیے تو انتظام آپکے ذمہ زیادہ سے زیادہ کوئی معزز شخص نظام جلسہ درست رکھنے کیلیے صدر بنا دیا جائیگا طرفین سے سو سو آدمیوں کے شرکت کی اجازت دیجیے صلا

جس سے معلوم ہوا کہ مکان مجوزہ بھی بدلا جائے اور حکم بھی بغرض فیصلہ ہو بلکہ صرف نظم و نسق کے درست رکھنے کو رکھا جائے حالانکہ دفعہ ۵ میں یہ تھا کہ ایک شخص واقف و ماہر مذہب اسلام عربی و فارسی داں غیر مسلمان کو بطور پنچ مقرر کیا جاویگا جو فریقین کے دلائل پر غور کر کے فیصلہ دیگا بجز اسکے اسکا کوئی اور کام نہو گا مگر جلسہ کی نظم و نسق کا لحاظ رکھنا۔

اس سے بصراحت ظاہر ہے کہ فریقین کا اسپر اتفاق تھا کہ غیر مسلمان پنچ مقرر ہوگا جو دلائل فریقین پر غور کر کے فیصلہ دیگا یہاں وہ سب معاہدہ کالعدم کر کے یہ لکھا جاتا ہے "غیر مذہب کا کوئی معزز شخص نظام جلسہ درست رکھنے کیلیے صدر بنا دیا جائے" جس سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ وہ معاہدہ توڑا جاتا ہے جو پہلے مکمل ہو چکا تھا۔

اسکے سوا آپ پہلے یہ عبارت پڑھ چکے ہیں "ثالث میں انھوں نے ایسے اوصاف کی شرط لگائی جسکا پورا ہونا قریب ناممکن ہے صدا

اسکا نتیجہ یہ ہونا چاہیے تھا کہ جب تک ایسا ثالث نہ ملتا اوس وقت تک مناظرہ ملتوی رہتا مگر نہ معلوم

فریق مخالف نے کسطرح کا شور و شغب پیدا کیا کہ شیعہ گروہ ایسا مجبور ہوا کہ اوسنے ایک ایسی شخص کے پنچایتی کو قبول کیا جو سنی اور پکا سنی شافعی المذہب ہی۔

فریق مخالف نے صرف یہی کارروائی نہیں کی بلکہ دفعہ دل کو بھی بدل دینا چاہا چنانچہ لکھتے ہیں

بہتر تو یہ ہے کہ ان مسائل پر بحث ہو۔

(۱) شیعونکا ایمان قرآن شریف پر ممکن نہیں

(۲) شیعونکا ایمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر ممکن نہیں۔

(۳) مذہب شیعہ خداوند عالم کو معاذ اللہ جاہل بتاتا ہی اور یہ تسلیم کرتا ہے کہ اس سے کبھی کبھی غلطی ہو جایا کرتی ہے۔

(۴) مذہب شیعہ اور کتب شیعہ کی رو سے یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ حضرت علی مرتضےٰ اور دوسرے ائمہ کا کیا مذہب تھا سنی تھے یا شیعہ یا اسلام کے علاوہ کوئی اور مذہب رکھتے تھے۔

(۵) مذہب شیعہ یہ تعلیم کرتا ہے کہ جھوٹ بولنا بڑی عبادت ہے اور تمام ائمہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔

(۶) قاتلان امام حسین ع سندی شیعہ تھی جنکو آج تمام علما شیعہ مانتے ہیں ص۱۲

یہ عبارت آپکو بتا رہی ہے کہ ہر طرح اوس اقرار نامہ کی توڑنیکی فکر کیجاتی ہے حالانکہ اقرار نامہ کی دفعہ۲ میں یہ عبارت موجود ہی "میں اپنے جانب سے کسی مولوی صاحب کو اس معاملہ کی شکست اور تصفیہ کیلیے لاؤنگا اور انپر بھی شرائط مندرجہ کی پابندی لازم ہوگی ص۶

ان اقتباسات سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اصل معاہدہ کسطرح توڑا گیا ہی اور مناظرہ دوسرے پیرایہ میں کیا گیا جسکا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ حق نہ ظاہر ہو۔

بہرحال فریقین میں جو کارروائیاں قبل از مناظرہ ہوئیں اونکی اعادہ کی ضرورت نہیں کیونکہ ہمکو صرف اوس فیصلہ سے غرض ہے جو ایک سنی رئیس نے مناظرہ فریقین سنکر لکھا مگر یہ یاد رہے کہ معاہدہ میں ایک غیر مسلمان کی پنچایتی تھی کہ غیر مسلم حکم یا ثالث ہوگا مگر ہوا اسکے خلاف کہ ایک سنی رئیس شافعی المذہب حکم بنا اور اوسنے فیصلہ لکھا مگر قدرت حق تو دیکھیے کہ اتنی اسباب مخالف کے جمع ہونے پر حق کی قوت کیسی ظاہر ہوئی جسکو اگر کچھ بھی غور سے دیکھا جاے تو معلوم ہوگا شیعونکو

نمایاں فتح حاصل ہوئی۔

فیصلہ صدر جناب منشی محمد حسن صاحب مقیم رئیس اعظم بمبئی

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین وبہ نستھدی ونستعین اما بعد حمد و صلوٰۃ کے بعد ہمیں یقین ہے کہ حق جل علی شانہ اپنے فضل کریم اور لطف عمیم سے ہمکو راہ راست پر چلنا نصیب کریگا اور ہمارے ہر نیک کام میں تائید غیبی فرمائیگا اور یہ ہماری طلب ہدایت و استعانت اوسکی ذات پاک سے بہت ہی بجا اور درست ہے کیونکہ بموجب اسکے من یھدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ واللہ علی کل شیء قدیر۔ اگرچہ خداوند عالم نے قرآن شریف میں فرمایا ہے واقیموا الصلوٰۃ ولا تکونوا من المشرکین من الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا اس آیت شریف میں تو خدا ئے پاک کفار کی فرقہ بندی اور مذمت بتلاتا ہے اور دوسری جگہ ہمکو نہی فرماتا ہے ولا تتبعوا السبل مگر افسوس ہے کہ اسوقت ہم مسلمانوں میں کسقدر فرقہ پیدا ہو گئے ہیں اور ہر ایک فرقہ اپنے کو حق اور راہ راست پر بتلاتا ہے مگر اس پھوٹ کا کیا علاج ہے چونکہ تقدیر چنیں بود چہ تدبیر شود ہم مسلمانوں کی اس آنیوالے شامت کی خبر ہمکو مخبر صادق جناب رسول اللہ صلعم نے پہلے ہی دیدی تھی ستفترق امتی علی ثلاثۃ وسبعین فرقۃ واحدۃ منھا ناجیۃ والبواقی ھالکۃ مسلمانوں کے ان تہتر فرقوں میں دو مشہور اور بڑے فرقہ یعنی سنی و شیعہ یہ دونوں ایک خدا ایک نبی ایک قرآن اور ایک ہی قبلہ کے ماننے والے ہیں مگر بعض فروعات میں آپس میں اختلاف رکھتے ہیں جسکے سبب کسی ایک فرقہ کو محقق اور غیر متعصب علما ہرگز دوسرے فرقہ کو کافر نہیں کہہ سکتے مگر جانبین کے بعض متعصب علما نے بہت کچھ اس اختلاف کو بڑھا دیا ہے اور ہمیشہ ایک دوسرے پر لعن طعن کیا کرتے ہیں۔

(مناظر ذیشعور جناب مولوی عبد الشکور صاحب اور مباحث باخبر جناب ملا محمد باقر صاحب کے مناظرہ پر میری رائے بحیثیت صدر)

لہ اس تحریر میں صدر صاحب نے اپنے اعتقاد مذہبی کو ظاہر کیا ہے جس سے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ انھوں نے اس فیصلہ میں اپنے مذہب کا بڑا لحاظ رکھا ہے یہ بھی دیکھا جو مخالفین شیعوں کی مخالفت میں لکھتے ہیں در آیہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا زیادہ مناسب تھا ۱۲

اگرچہ اثبات خلافت کیلیے تحریف قرآن وتزیید آیات وغیرہ پر بحث کی کوئی ضرورت نہیں تھی مگر مولوی (عبد الشکور) صاحب موصوف نے خواہ مخواہ یہ ناگوار بحث شروع[1] کی اور اسکی ضرورت بتلائی بڑی ضرورت تو انکو اسلیئے محسوس ہوئی کہ کل قرآن سے وہ خلفا ثلثہ کی خلافت ثابت کرنا چاہتے تھے[2] مگر اسکی بنا یہ رکھی گئی تھی کہ خلفا ثلثہ نے قرآن جمع کیا تھا[3] شیعہ خلفا ثلثہ کو

---

[1] یہ جملہ اچھی طرح بتا رہا ہے کہ آپنے حق صدارت کا لحاظ نہ رکھا کیونکہ جب آپ خود تسلیم کرتے ہیں کہ تحریف قرآن کے بحث کی ضرورت نہ تھی اور خود مناظر شیعہ نے پہلے ہی کہدیا تھا کہ "خلاف مسئلہ یا خارج از بحث گفتگو نہ کیجائے کیونکہ نفس مطلب میں مخل ہو جاتی ہے" صـ۲۰ رد مذہب شیعہ

تو اب انصافاً فرمایئے کیونکر آپنے اسکو جائز رکھا کہ خلاف داب مناظرہ یہ تقریر کیجائے اسیلئے ضرورت تھی کہ ثالث ایک شخص غیر مذہب ہو جسکو کسی فریق سے تعلق نہ ہو کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ ہر شخص فطرۃً مجبور ہے کہ فریق مخالف کی مذمت سے خوش ہو۔

اگرچہ ثالث صاحب کی ایمانداری نے اسکا فیصلہ کر دیا تھا کہ تقریر تحریف قرآن بالکل خارج از بحث ہے مگر آپنے پھر بھی اپنے ہم طریق کی رعایت کی اور اسکو اجازت دی کہ ایسی تقریر خارج از بحث کرے۔

بہرحال ہم اس کہنے پر مجبور ہیں کہ صدر صاحب نے مطلقاً حق صدارت کا خیال نہیں کیا اور ملا صاحب مناظر شیعہ نے یہ بڑی غلطی کی کہ اس بحث کو خلاف معاہدہ آنے دیا ادنکا فرض تھا کہ فوراً اس مناظرہ کو بند کرتے اور اس جلسہ سے اٹھ جاتے کیونکہ والذین یوفون بعھدھم کے رو سے لازم تھا مناظر فریق دوم اپنے معاہدہ کا اور صدر صاحب کے فیصلہ کا احترام کرتا مگر یہ تو وہ کرتا ہے جو مناظرہ کو بغرض انصاف کرے۔

[2] یہ بھی بالکل مغالطہ دیا گیا کیونکہ معاہدہ میں یہ تھا "میں خلافت خلفا ثلثہ کو از روئے نص قرآن و حدیث شریف و نص صریح احادیث صحیحہ و معتبرہ مطابق قرآن شریف صراحتہً ثابت کرونگا" لہذا صدر صاحب پر لازم تھا کہ وہ نص صریح قرآن طلب کرتے اور بحث تحریف کو بالکل خارج کر دیتے مگر افسوس ایسا نہیں کیا گیا اور محض بخیال ہم مذہبی اونکو اسکے خلاف کرنیکی اجازت دیدی ورنہ اگر آپکا مذہب شافعی نہوتا تو ضرور اس بحث کو وہیں منقطع کر دیتے جو بقول ملا صاحب نفس مطلب میں مخل ہوتی ہے۔

[3] یہ بنا بھی بالکل غلط رکھی گئی کیونکہ خلفا ثلثہ نے جامع قرآن ہیں نہ اونکی کسی طرح اس میں مداخلت ہے زید بن ثابت نے اسکی تحریک کی خلیفہ دوم نے حضرت ابوبکر سے کیا اونھوں نے کہا مسلمانوں کا مشورہ ہونا چاہئے۔

منافق اور بیدین جانتے ہیں شیعہ قرآن میں کمی بیشی اور تحریف کا عقیدہ رکھتے ہیں[۱] اول تو
مولوی عبدالشکور صاحب نے یہ نہیں تبلایا کہ شیعوں کی کسی امام یا مجتہد نے یہ لکھا ہے کہ تحریف قرآن ماننا
چاہیے اور خلفاء ثلثہ سے دشمنی رکھنا ضروری ہے تاکہ معلوم ہوتا کہ کل شیعوں کا ایمان اور عقیدہ یہی ہے[۲]

بقیہ حاشیہ صٓ خلفاء ثلثہ کے قرآن نہ جمع کرنیکو صاف صاف اتقان میں لکھا ہے اخرج ابن اشتہ فی المصاحف
بسند صحیح عن محمد بن سیرین قال مات ابوبکر ولم یجمع القرآن وقتل عمر ولم یجمع القرآن ص۵۹ ج ۱ مطبوعہ مصر
یعنی ابن اشتہ نے بسند صحیح محمد بن سیرین سے روایت کیا ہے کہ ابوبکر مر گئے مگر قرآن کو نہ جمع کرسکے عمر قتل کئے گئے مگر قرآن کو
نہ جمع کرسکے پھر یہ کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ خلفاء ثلثہ نے قرآن کو جمع کیا جسپر اسکی بنا کیجاتی ہے کہ اونپر ایمان لانا لازم ہے
اگر ایسا ہو تو پھر خانہ کعبہ کے ہر معمار پر اور قرآن مجید کے ہر چھاپنے والے پر ایمان لانا لازم ہو۔

سلہ صفحہ ہذا جب اخبار النجم کا وجود ہوا اسکا یہ دعوی ہے جسکا صدہا جواب ہوچکا الشمس کی دس جلدیں
صدا البارق کی چار جلدیں قول کریم کشف الظلام وغیرہ تمام میں ان کی ردموجود ہے مگر آجتک اون کا جواب ان سے نہ
ممکن ہوا ایک پنڈت جگت نرائن پرشاد کے سامنے جو مناظرہ انسے اور مولوی محمد سجاد صاحب عرف للّن صاحب سے ہوا تھا
اوس میں بھی انکی یہی تقریر تھی اور للّن صاحب نے خوب جواب شافی دیا مگر یہ ابھی وہی کہے جاتے ہیں
جو ایک دفعہ کہہ چکے پھر اسکا علاج کسکے پاس ہے کہ وہ اپنی کہو اور دوسرے کی نہ سنو اگر کم سے کم خود مولوی
عبدالشکور صاحب نے جو کارروائی کو شایع کی ہے وہی دکھائی جاتی تو معلوم ہوتا یہ محض حرف بازی تھی
جو ایسے موقع پر برتی گئی۔

سلہ فیصلہ کا یہ ابتدائی حصہ ہے جس میں جناب صدر صاحب نے دلائل مولوی عبدالشکور صاحب کو رد کیا ہے جس سے
معلوم ہوسکتا ہے کہ کسطرح آپ مغز سخن کو پہونچے ہیں مگر افسوس کسی نے صدر صاحب کے سامنے خود مولوی عبدالشکور
صاحب کی النجم جلد اول کو نہ دکھایا جس میں انھوں نے جناب سید مرتضی علیہ الرحمہ او صاحب تفسیر مجمع البیان
اور تفسیر صافی کے عبارتوں کو نقل کیا ہے کہ وہ حضرات نہایت تصریح سے فرماتے ہیں کہ ہمارے فرقہ کے علما تحریف
کے قائل نہیں ہیں جسکا صرف ایک فقرہ یہاں نقل کیا جاتا ہے قال شیخنا الصدوق رئیس المحدثین
محمد بن علی بن بابویہ القمی طیب اللہ ثراہ فی اعتقاداتہ اعتقادنا ان القرآن الذی انزل اللہ علی
نبیہ صلعم ھو ما بین الدفتین وما فی ایدی الناس لیس باکثر من ذلک ومن نسب الینا انا
نقول اکثر من ذلک کذب یعنی جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہمارا اعتقاد قرآن کے بارہ میں یہ ہے کہ

دوسرے جامع قرآن سنیونکی نزدیک حضرت عثمان اور شیعونکی پاس ائمہ کرام ہیں ۱۲ تیسرے یہ کہ تحریف کے کل شیعہ قائل اور معتقد نہیں بلکہ میرے ایک سوال کے جواب میں جناب ملا محمد باقر)

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸ کہ جو قرآن خدا نے اپنی نبی پر نازل کیا وہ یہی ہی جو دفتین میں ہی اور سب کی پاس موجود ہے جو اسکے نسبت کہتا ہی کہ ہم اس سے زیادہ کی قائل ہیں وہ کاذب ہی۔

اب اس سے بڑھکر کونسی تصریح اسکی ہو سکتی ہی کہ ہم تحریف کے قائل نہیں ہیں ہمارا اعتقاد ہے کہ قرآن میں تحریف نہیں ہوئی۔

اس عبارت کو خود مولوی عبد الشکور صاحب نے اپنی اخبار جلد اول میں نقل کیا ہی جسپر اونسی سوال کیا گیا کہ کوئی ایسی تصریح عقائد کی اپنی علما کے کسی تحریر سے دکھلائیے کہ آپکے علما نے لکھا ہو کہ اہلسنت کا یہ عقیدہ ہی کہ قرآن میں تحریف نہیں ہوئی مگر آجتک تو نہو سکا ملاحظہ ہو حد السارق جلد ۳ صفحہ ۱

اب اسکے مقابل میں خود مولوی عبد الشکور صاحب کی تصریح سنیئے کہ فرماتے ہیں۔

صحابہ کے زمانہ میں چونکہ اس مصحف کی اشاعت پوری طور پر نہ ہوئی تھی لہذا ان میں سے اگر کوئی اس مصحف میں کسی آیت کے کمی کا قائل ہوجاتا تو وہ اس آیہ کی مخالفت کا مرتکب نہیں سمجھا جاسکتا تھا۔ اسلئے کہ اوسوقت یہ خیال ہو سکتا تھا کہ اسکی اشاعت نہ ہوگی اور قرآن کامل کا رواج ہوگا النجم نمبر ۲۵ جلد اول

کیا یہ عبارت آپ پر نہیں ثابت کرتی کہ اڈیٹر صاحب اس قرآن کو اوس زمانہ میں ناقص مانتے ہیں تو اس سے بڑھکر اعتقاد تحریف کا کیا ثبوت ہو سکتا ہی۔

پھر خود اپنی کارروائی مناظرہ میں لکھتے ہیں "مولوی عبد الشکور صاحب نے فرمایا کہ اہلسنت یہ تو مانتے ہیں کہ یہ قرآن جسقدر اوترا تھا وہ کل نہیں ہے صفحہ ۲۱

اب علماء شیعہ کے تصریحونکو دیکھیئے کہ وہ کسطرح اپنا اعتقاد درباره عدم تحریف قرآن ظاہر کر رہے ہیں اور خود مولوی عبد الشکور صاحب کے تصریح کو دیکھیئے کہ کسطرح وہ تحریف قرآن کی قائل ہیں اور الٹا الزام شیعونپر لگاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اونکو بدنام کریں حالانکہ کوئی شیعہ بھی تحریف قرآن کا قائل نہیں اور اگر روایتونپر مدار رکھا جائے تو اگر شیعونکی یہاں ایک دو روایت ایسی ملینگی تو اہلسنت کی یہاں ہزاروں ہیں مگر اوسپر تو مدار کار نہیں ۱۲

۱ صفحہ ہذا حضرت عثمان کا جامع قرآن ہونا تو سنیونکی یہاں بھی غیر مسلم ہی کیونکہ اونکا تو ایک آیہ بھی لکھنا

صاحب موصوف نے یہ فرمایا کہ اگرچہ ہمارے بعض علما نے یہ لکھا ہی کہ تحریف ہوئی ہی مگر ترجیح اس بات کو ہے کہ تحریف نہیں ہوئی ہے اور موجودہ قرآن کو ہم مانتے ہیں پس ان وجوہات کے سبب آپ کا استدلال کلی باقی نہیں رہا اب کمی کے بارہ میں سنئیے حضرت عمر فرماتے ہیں

کنا نتلوہ علی عہد رسول اللہ صلعم ونسخہ الان ولولا ان الناس یقولون ان عمر زاد فی کتاب اللہ لاثبتہ المصحف بیدی ایۃ کریمۃ الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموہما نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم اور حضرت عائشہ سے روایت ہی عشر رضعات معلومات

بقیہ حاشیہ صہ ۹ ثابت نہیں بلکہ مترجم توراۃ ہونا البتہ ثابت ہی کہ توراۃ کو بزبان عربی لکھا تھا ملاحظہ ہو کتاب الامامۃ والسیاسۃ صہ ۱۷ بخلاف جناب امیر کی جامع قرآن ہونیکو شیعہ سنی سب مانتے ہیں ملاحظہ ہو اتقان علامہ سیوطی صفحہ ۷۲ قال ابن حجر وقد ورد عن علی بن ابی طالب انہ جمع القرآن علی ترتیب النزول عقب موت النبی صلعم اخرجہ ابن ابی داؤد

کہا ابن حجر نے کہ حضرت علی نے جمع کیا قرآن کو بعد وفات رسول اللہ صلعم مطابق نزول کے اسکو ابن داؤد نے روایت کی ہی لکھتے ہیں

ثم ھم من رتبہا علی النزول وھو مصحف علی کان اولہ اقرء ثم المدثر ثم نون ثم المزمل ثم تبت ثم التکویر وھکذا الی اخر المکی والمدنی ص ۶۲

یعنی حضرت علی علیہ السلام کا مصحف اس ترتیب پر تھا کہ پہلے سورہ اقرء تھا پھر سورہ مدثر پھر سورہ نون پھر سورہ مزمل پھر سورہ تکویر اور اسیطرح مکی پہلے اور مدنی اوسکے بعد

حضرت عثمان کی بنسبت جو سنیوں کا بیان مشہور ہی کہ وہ جامع قرآن ہیں تو اسوجہ کہ انکے زمانہ میں اونکے حکم سے زید بن ثابت نے قرآن کو کاغذ پر دوبارہ صاف کیا ورنہ پہلے مختلف لکڑیوں تختیوں پر قرآن لکھا ہوا تھا جسکے جامع زید بن ثابت و ابو الدردا و ابو زید و معاذ وغیرہ صحابی ہیں شیخین یا حضرت عثمان کو کسی قسم کی دخالت نہ تھی بجز اسکے کہ حکم دیا تھا اسوجہ سے اونکا نام مشہور ہوا

اب صفحہ ۸ پر عالم صاحب نے جو تحریر فرمایا ہی اسپر خدا صاحب کی توفیق کو زیادہ کرے کہ وہ اصل مطلب کو سمجھ گئے مگر اس میں غلطی کی جو فرمایا ہی کہ تحریف کو کل شیعہ قائل اور معتقد ہیں کیونکہ ہم اپنے علما کے تصریحات کو بتا آئے کہ کوئی عالم اسکا قائل نہیں لہذا یوں کہنا چاہیے تحریف کا قائل کوئی شیعہ نہیں۔

یجی من فنصحہ اور اونھیں سے مروی ہی سورۂ احزاب کانت مائتا آیۃ او ثلثمائۃ ولان
بقی ما فی المصحف وھو ثلثۃ وسبعون آیۃ وکذا سورۃ الطلاق کانت اطول من
سورۃ البقرۃ مگر اب سورہ احزاب میں صرف تہتر آیتیں ہیں اور اسی طرح سورۂ طلاق
فقط ایک جزو کے دسویں حصہ کی قریب ہی حالانکہ سورۃ البقرہ تخمیناً ڈھائی جزکے ہی مگر ممکن ہی کہ

بقیہ حاشیہ صنا جناب ملا صاحب کا جو قول نقل کیا ہی تو یہ خود ملا صاحب کی پریشانی حواس کی
دلیل ہی جو مولوی عبد الشکور صاحب کی اس طولانی تقریر بیجا سے پریشان ہوگئی اور یہ نہ سمجھی کہ
اعتقاد کی بنیاد اون روایات پر ہوتی ہی جو صحیح و متواتر ہو ورنہ روایات کیا آیتیں بہت سی
ایسی ہیں کہ ظاہر اونکا کچھ ہی مثل ید اللہ فوق ایدیھم و علی العرش استوی وکل شئی ھالک
الا وجھہ کہ ظاہر اوسکا جسمیت خدا کو ثابت کرتا ہی حالانکہ حقیقت میں جسمیت عقیدہ اہل اسلام نہیں ہے
اسی طرح جو مختلف قسم کی روایتیں وارد ہوتی ہیں ان پر عقیدہ قائم نہیں ہوتا کیونکہ عقیدہ کی بنا
روایات متواترہ پر ہے۔

اگر جناب صدر صاحب ابتدا میں اس تقریر خارج از بحث کو روک دیتے اور فرماتے کہ اسکو یہاں نہ لانا چاہیے
تو شاید ملا صاحب کو یہ پریشانی نہ ہوتی کیونکہ ملا صاحب کے پاس تحریف قرآن کا اتنا مصالحہ کافی موجود
تھا کہ وہ کسی طرح اس مغالطہ میں نہ آتے مگر ایک طرف اہلسنت کا ہجوم دوسرے طرف خود سنیوں کا
مکان۔ تیسرے طرف صدر خود سنی ایسے حالت میں کہاں انسان کا دل قائم رہ سکتا ہی ضرور وہ
مرعوب ہوتا ہی اوسی مرعوبیت میں یہ کہدیا ہوگا کہ ہمارے بعض علما نے یہ لکھا ہی حالانکہ علامہ ابن بابویہ کا
اعتقادیہ اور جناب سید مرتضے و محقق طوسی علیہم الرحمہ کے تصریحات موجود ہیں جسکے بعد پھر کوئی
کہہ نہیں سکتا کہ شیعوں کی بعض علما اسکے قائل ہیں۔

میں صدر صاحب کی تقریر فیصلہ کی کسی طرح تکذیب نہیں کرتا اور اونکے اس فیصلہ کو نہایت
حق بجانب مانتا ہوں جو آپنے تقریر مولوی عبد الشکور صاحب کی نسبت فرمایا ہی پس ان وجوہات
کے سبب آپکا استدلال کلی باقی نہیں رہا، جس سے مولوی عبد الشکور اور اونکی ہم مذہبوں کو غیرت
کرنا چاہیے کہ صدر صاحب کا فیصلہ بالکل انکے خلاف ہی اور شیعوں کے موافق والحمد للہ
مگر ہمنے جو الزام ملا صاحب پر قایم کیا تھا کہ اوھوں نے تصریحات علماء شیعہ کے خلاف کہا اوسکا دفعیہ اوس

یہ سب نسخ منجانب اللہ ہوئے استدلال جزئی میں مولوی (عبدالشکور) صاحب نے آیہ

بقیہ حاشیہ صـ۱۱ تقریر سے ہوجاتا ہے جو خود مولوی عبدالشکور صاحب نے اپنے رسالہ ومذہب شیعہ میں لکھا ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۳

تقریر جناب ملا باقر صاحب

اما بعد نہایت ادب کیساتھ جناب صدر صاحب دام اقبالہٗ و مد اجلالہٗ اور دیگر بزرگوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ جناب مولانا محمد عبدالشکور صاحب قبلہ نے جو کچھ ارشاد فرمایا اور وہ مسئلہ مبحوث عنہا کی متعلق جو کچھ اپنی جانب سے دلائل ارشاد فرمائے وہ بفضلہ تعالےٰ نہایت اطمینان کے ساتھ تمام حضرات نے سنے بلکہ بحمدہ تعالےٰ تحریر میں بھی آگئی خدا کے عنایت سے کتابوں کی عبارت اور ترجمہ اغلب فرمایا اور وہ بھی تحریر میں آگیا الحمد للہ کمترین نے قبل از شروع مبحث یہ عرض کیا تھا کہ مسئلہ خلافت حضرات خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کے متعلق ہو جو نص قرآن مجید اور احادیث شریفہ سے استدلال کیا جائے اور اطراف و جوانب کے مطالب ضمناً داخل نہ کئے جائیں اور نہایت آسانی سے ہر کسی شخص کے ذہن نشین ہوسکتا ہے اس طول میں وہ بات حاصل نہیں ہوسکتی اسکو حضور والا جناب صدر صاحب دام اقبالہٗ و مد اجلالہٗ نے بھی پسند فرمایا اور حکم دیا مگر باوجود اسکے جناب مولانا محمد عبدالشکور صاحب نے اپنی اول دلیل میں جسے آپ نے دلیل کلی ارشاد فرمایا ہے نتیجہ خلافت حضرات ثلثہ رضی اللہ عنہم کو پیش فرماکر اور اس میں مسئلہ تحریف قرآن مجید کو شامل فرمایا اور اسکو آپنے اپنی تقریر میں جو میرے پاس آپکے اذن سے موجود ہے بیان فرمایا کیونکہ اس قدر طولانی تقریر ذہن میں نہیں رہ سکتی یہ وہ مجلس نہیں ہے جس میں ہم غیر اہل اسلام کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں چونکہ یہ دوستانہ معاملہ ہے اس پر میں آپ کی تقریر کا شکریہ عرض کرتا ہوں اور شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپنے اپنے بیان میں ضمناً تحریف قرآن کو بہت طول دیا اور بہت سے ثبوت قرآن کے محرف اور تبدیل ہونے میں بیان فرمائے اگرچہ جناب صدر صاحب دام اقبالہٗ نے درمیان تقریر جناب مولانا صاحب سے ارشاد بھی فرمایا کہ یہ مسئلہ تحریف قرآن مجید خلاف مبحث معین یعنی مسئلہ خلافت حضرات خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم ہے مگر باوجود اسکے جناب مولانا صاحب ممدوح نے ضمنی فرماکر یا ضروری فرماکر اپنے مطلب تحریف قرآن شریف کو پورا فرمایا اب میری گذارش جناب صدر صاحب کی خدمت میں یہ ہے کہ میں عرض کرچکا ہوں کہ اگر جناب صدر صاحب کی رائے ہو تو قبل اس مسئلہ کے اسی مسئلہ پر بطور تحقیق بحث کیجائے تو میں منکر نہیں ہوں مگر تقریر طولانی ہے جناب مولانا صاحب کی تقریر پونے دو گھنٹہ میں ختم ہوئی اگر اس مسئلہ پر جناب صدر صاحب کی

وعد الله الذین آمنوا منکم پڑھی اور فرمایا کہ منکم سے مراد تمکو ہے اول یہ کہ منکم سے مراد تمکو نہیں

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲ رائے متعلق ہووے مجھے انحراف نہیں ہے مگر اسکے مقابلہ میں از روئے تحقیق دلائل پیش کرنے ضروری ہونگے اور وہ طولانی ہونگے قاعدہ ہے کہ سوال سے جواب طولانی ہوا کرتا ہے تمام وہ حدیثیں لانی پڑینگی جو کتب صحاح میں موجود ہیں اور ضعیف نہ پیش کرونگا۔

جناب صدر صاحب نے فرمایا کہ کچھ حرج نہیں آپ طول کا خیال نکریں اور جواب دیں اسپر جناب ملا محمد باقر صاحب نے کہا کہ میں حضور صدر صاحب دام اقبالہ و مد اجلالہ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ حضور میں اسکے لیئے ابھی تیار نہیں ہوں اور میرے پاس کوئی کتاب بھی نہیں ہے۔

جناب بدر الدین عبد اللہ صاحب نور مالک مکان نے کھڑے ہوکر فرمایا کہ جناب ملا صاحب آپ کو تیار ہوکر آنا چاہیئے تھا اور نہ تیار ہونیکی کیا وجہ ہے جبکہ مہینوں پہلے سے مناظرہ کی بات چیت ہے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ جو کچھ آپ جواب دیسکتے ہیں جواب دیں۔

جناب ملا باقر صاحب نے فرمایا کہ حضور میں بالکل تیار نہیں ہوں اور نہ اس وقت کتاب میرے پاس ہے

جناب حکیم سراج الدین صاحب نے فرمایا کہ ایک ہی حدیث پیش کر دیجیئے ایک تو یاد ہی ہوگی جناب ملا باقر صاحب نے فرمایا کہ میں گذارش کرتا ہوں میں بھی ایک مذہب کا تابع ہوں اور وہ مذہب آج کا نہیں ہے میری شخصی رائے کسی مسئلہ میں کوئی شئے نہیں ہے جو کچھ اس مذہب میں معین و مقرر ہو چکا ہے اسکو ماننا ضروری ہے بلکہ تمام اہل اسلام کو ضرور ماننا پڑا ہے کہ جو کچھ جس مذہب کے اندر معین و مقرر ہو چکا ہے اسکی پابندی ضروری ہے جو علمائے اہلسنت کے حدیثوں کو صحیح مانا ہے جسطرح سے کہ جناب مولانا مولوی محمد عبد الشکور صاحب نے میرے کتاب کو وہ حدیثیں پیش کیں جن سے تمکی ہستی پائی جاتی ہے اسیطرح میں تمام وہ حدیثیں پیش کروں جو کتب اہلسنت میں موجود ہیں اور علمائے اعلام اہلسنت نے اپنی کتابوں میں درج فرمائی ہیں۔

جناب صدر صاحب نے فرمایا کہ جسقدر وقت آپ ان باتوں میں خرچ کر رہے ہیں بہتر ہوتا کہ اصل جواب کے متعلق آپ کچھ فرماتے۔

جناب ملا باقر صاحب حضور عالی دام اقبالہ میں اسوقت میں تیار نہیں ہوں کوئی موقع ہو تو جناب مولانا صاحب قبلہ کی خدمت میں بوقت فرصت حاضر ہوکر میں عرض کرونگا جناب صدر صاحب نے فرمایا کہ اچھا جو کچھ عقیدہ آپکا ہو اسکو تو بیان کر دیجیئے۔

ہوسکتی ہے البتہ تم میں سے کے معنی ہوتے ہیں اور وہی اصح ہیں بلکہ مگر خصوصیت اوسیوقت کی

بقیہ حاشیہ صد ١٣ جناب ملا صاحب نے فرمایا میں گذارش کرتا ہوں کہ چونکہ جناب صدر صاحب دام اقبالہ نے فرمایا کہ میرا اقرار عدم تحریف کافی ہے اسلیئے گذارش کرتا ہوں کہ میرے مذہب اثنا عشری میں یہ بات مقرر ہے کہ یہ قرآن شریف جو فی الحال ہمارے ہاتھوں میں ہے اور تمام دنیا میں پھیلا ہے یہ وہی قرآن مجید ہے کہ جو خداوند عالم نے بواسطہ حضرت جبریل امین جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہے عدم تحریف کیلیے کتب اصول فقہ اور فقہ شیعہ پر نظر بس ہے کہ دینی احکام یعنی شرعیات کا استدلال شیعہ مذہب کے علما و مجتہد جسکا میں پیرو ہوں وہ چار چیزوں سے استنباط و استخراج مسائل کرتے ہیں اول کتاب یعنی قرآن مجید یہی کہ جو موجود ہے دوم سنت یعنی حدیث شریف سوم اجماع چہارم عقل یہ چار چیزیں ہیں ان میں اول قرآن مجید ہے وہ احادیث جو کہ میرے مذہب کی کتابوں میں اس تحریف کے بارہ میں آئی ہوئی ہیں انکے متعلق اپنے علماء اعلام کا تصریح فرمانا کہ یہ ضعیف یا ماول ہیں دکھا سکتا ہوں اور وہ حدیثیں بھی جن میں اس قرآن مجید کی صحت موجود ہے اور میرے علمانے انھیں تسلیم کر لیا ہے اور انپر عمل فرمایا ہے دکھا سکتا ہوں چونکہ جناب صدر صاحب نے فرمایا ہے کہ اسپر زیادہ دلائل کی ضرورت نہیں ہے اسلیے زیادہ نہیں کہتا صد ٣٣ رد مذہب شیعہ

اس پورے تقریر میں کہیں یہ نہیں ہے ” ملا باقر صاحب نے یہ فرمایا کہ اگرچہ ہمارے بعض علمانے یہ لکھا ہے کہ تحریف ہوئی مگر صحیح اس بات کو ہے کہ تحریف نہیں ہوئی “

کیونکہ جو تقریر ملا صاحب کی بمقابل مولوی عبد الشکور صاحب پیش کی گئی اوس میں کہیں یہ نہیں ہے کہ بعض علمانے لکھا ہے بلکہ صاف صاف کہا میرے مذہب شیعہ میں یہ مقرر ہے کہ یہ قرآن شریف وہی ہے جو خداوند عالم نے رسول کریم صلعم پر نازل فرمایا ہے پھر کیونکر یہ دعوے کیا کہ ملا صاحب نے یہ فرمایا

ہاں اسکا البتہ اقرار ہے ” احادیث جو کہ میرے مذہب کی کتابوں میں اس تحریف کے بارہ میں آئی ہوئی ہیں انکے متعلق اپنے علماء اعلام کا تصریح فرمانا کہ یہ ماول یا ضعیف ہے دکھا سکتا ہوں “

پھر نہ معلوم صدر صاحب نے کہاں سے یہ لکھا کہ ملا صاحب نے فرمایا اگرچہ ہمارے بعض علمانے یہ لکھا ہے کہ تحریف ہوئی “ حالانکہ یہ جملہ کہیں بھی نہیں ہے اور حدیثوں کے نسبت تو پہلے ہی فیصلہ کر چکے ہیں ” مولوی عبد الشکور صاحب نے یہ نہیں تبلایا کہ شیعوں کی کسی امام یا مجتہد نے یہ لکھا ہے کہ تحریف قرآن ماننا چاہیئے “۔

مومنین صالحین کی نہیں ہو سکتی ہے جسطرح اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم میں جو اطاعت اولی الامر کی ہے وہ سب کیلیے ہی نہ کہ اوسیوقت کی مسلمانوں کیواسطے

بقیہ حاشیہ صہ۱۴ جس سے معلوم ہوا کہ صدر صاحب بھی محض وجود روایات کو تحریف قرآن ماننے میں کافی نہیں سمجھتے پھر نہ معلوم ملا صاحب کے اس جملے سے کہ "احادیث جو تحریف قرآن کی متعلق آئی ہوئی ہیں"، کیونکر یہ نتیجہ نکالا گیا کہ علما بھی قائل ہیں حالانکہ ملا صاحب صاف صاف فرماتی ہیں کہ آپنی علماء اعلام کے تصریح سے ان احادیث کا ماول یا ضعیف ہونا دکھا سکتے ہیں۔

اب ہم نہیں کہ سکتے کہ صدر صاحب نے یہ جملہ کیونکر لکھا کہ ملا صاحب نے یہ فرمایا حالانکہ اونکی تقریر میں جو رسالہ رد مذہب شیعہ میں لکھی گئی ہی یہ عبارت نہیں ہے

بہرحال صدر صاحب نے جو تقریر کلی مولوی عبدالشکور صاحب کے نسبت فیصلہ دیا "پس ان وجوہات سے آپکا استدلال کلی باقی نہیں رہا"، آب زر سے لکھنے کی لائق ہی کیونکہ مولوی صاحب کا سارا زور اسی تقریر پر تھا جسکے نسبت کہا تھا "استدلال کلی سے میری مراد یہ ہی کہ کسی ایک آیت سے استدلال نہ کرونگا بلکہ کلیہ پورے قرآن سے استدلال ہوگا صہ۲ رد مذہب شیعہ۔

تو الحمد للہ بتصریح صدر صاحب "وہ استدلال کلی باقی نہیں رہا"، والحمد للہ حمدا کثیرا۔

حاشیہ صہ۱۲ ر۱ یہ تقریر خود صدر صاحب کی ہی جو کمی آیات کی بارے میں فرماتے ہیں کہ کمی آیات قرآن کے بارے میں خود حضرت عمر صاحب کا قول موجود ہی اور حضرت عائشہ کا اور سورۂ احزاب میں ۱۲۷ آیتوں کی کمی وغیرہ وغیرہ کیونکہ ان روایتونکو نہ مولوی عبدالشکور صاحب نے پیش کیا ہی نہ جناب ملا باقر صاحب نے لہذا معلوم ہوا کہ خود صدر صاحب نے ازراہ کمال انصاف پسندی ان آیات کو کمی قرآن کے متعلق دکھایا ہی مگر آخر میں جو لکھا کہ "ممکن ہے کہ یہ سب نسخ منجانب اللہ ہو"، تو یہ اسوجہ سے لکھا کہ آپ سنی ہیں ورنہ اگر غیر مذہب ہوتے تو ہرگز یہ نہ فرماتے اسلیے کہ قرآن میں ناسخ و منسوخ دونوں موجود ہیں پھر ان آیات نے کیا قصور کیا تھا جو شرف تلاوت سے محروم کی گئیں حالانکہ بہت سے احکام ایسے ہیں کہ حکم منسوخ ہی اور تلاوت باقی ہی چنانچہ الصول الکریم میں یہ بحث بڑے تفصیل سے مرقوم ہی

حاشیہ صہ۱۴ ر۱ صدر صاحب نے یہ ایسی غلطی نکالی ہے کہ مولوی عبدالشکور صاحب شاید ہمیشہ شرماتے رہیں۔

باوجودیکہ اس آیہ کی شان نزول خاص حضرت خالد بن ولید اور حضرت عمار رضی اللہ عنہما کا باہمی مناقشہ ہے ہم حکم عام مراد ہے اسلیئے ہر مسلمان پر اپنے اولی الامر کی اطاعت واجب ہے[۱] مگر آیہ وعد اللہ الذین امنوا منکم کی عمومیت اس حدیث سے مخصوص ہوتی ہے الخلافۃ بعدی ثلاثون سنۃ ثم یصیر ملکا عضوضا[۲] پس خلافت کاملہ تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ

حاشیہ صـ۱۵ یہ فیصلہ بھی بہت واضح ہے ورنہ لازم آتا ہے کہ صرف اسی قدر مسلمان مانے جائیں جنھوں نے خلافت پائی اسوجہ سے صدر صاحب نے خلافت سے نہیں بحث کی کہ مراد خلافت اصطلاحی ہے یا استخلاف کسے را بجائے کسے نشانیدن۔

حاشیہ صفحہ ھذا ۱ یہ آیہ خلافت وامامت میں فیصلہ کن ہے۔

۲ اگر یہ فیصلہ کسی غیر مسلمان کے ہاتھ سے ہوتا تو وہ صرف اسقدر لکھتا کہ اصل امر متنازع فیہ سے اسکو تعلق نہیں کیونکہ معاہدہ میں نص صریح قرآن کا دکھانا تھا "میں خلافت خلفاء ثلثہ کو از روئے نص قرآن وحدیث شریف ثابت کردونگا"، تو چونکہ یہ آیہ کسی طرح نص نہیں ہے لہذا بیکار ہے حالانکہ پہلی بحث اس میں ہے کہ استخلاف سے کیا مراد ہے؟ اور آیا یہ وعدہ خود حضرت کی زمانے میں پورا ہوا یا نہیں؟ جس سے پھر اس آیہ کو کسی طرح کا تعلق خلافت مطلوب سے نہیں رہتا۔

مگر چونکہ ثالث ایک سنی شافعی المذہب رئیس ہیں لہذا اپنے مذہبی اصول پر فیصلہ لکھا اور عمومیت آیہ کو حدیث الخلافۃ بعدی سے مخصوص کیا حالانکہ پہلے اس میں اختلاف ہے کہ خود قرآن کی تخصیص قرآن سے جائز ہے یا نہیں داؤد ظاہری مانع ہے ثانیا اس میں اختلاف ہے کہ قرآن کی تخصیص خبر متواتر سے جائز ہے یا نہیں ایک روایت میں احمد بن حنبل اور بعض اصحاب شافعی مانع ہیں کہ نہیں ہو سکتا ثالثا پھر اس میں اختلاف ہے کہ خبر واحد سے تخصیص قرآن جائز ہے یا نہیں بعض حنابلہ مطلقا مانع ہیں اور ایک طائفہ متکلمین و فقہا و طائفہ اہل عراق مانع ہیں ملاحظہ ہو ارشاد الفحول قاضی شوکانی ص۱۴۲

ان سب جھگڑوں کے بعد جب حدیث اثنا عشر خلیفہ والی اہلسنت کے یہاں بدرجہ تواتر فائز ہے لا یزال ھذا الدین عزیزا ان یکون فیھم اثنا عشر خلیفۃ جو تمامی صحاح ستہ میں موجود ہے تو الخلافۃ بعدی سے کیونکر تخصیص ممکن ہے حالانکہ یہ روایت صرف صحیح ترمذی کی ہے جو خود مجہول ہیں اور انھوں نے بھی اس حدیث کو صحیح نہیں کہا بلکہ حسن کہا جس سے درجہ اسکا صحیح سے بھی گرا ہوا ہے اور خود ترمذی نے اسکی ساتھ

پر ختم ہوئی البتہ خلافت ناقصہ خلفاء عباسیہ میں بھی اگر مولوی (عبدالشکور) صاحب کے بیان کے موافق
قرآن شریف کی ضمائر حاضر سے اسطرح اوسی وقت کی حاضرین تصور کیے جاینگے تو
اسکے معنی میں بڑی خرابی واقع ہوگی اسکے بعد آپ لکھتے ہیں سوائے خلفاء ثلثہ کے
مجموعہ ان تینوں نعمتوں کا کسی کو نہیں ملا یعنی مجموعہ خلافت و رزمین تمکین فی الدین تبدیل خوف
نزول کے لوگوں میں سے صرف چار بزرگ اسوقت بیان کیے جاسکتے ہیں جن میں حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کے نسبت شیعہ وسنی دونوں کو اقرار ہے سینوں پر یہ ناحق بہتان ہے شیعوں کی
کتاب سے بھی اشاعت دین اسلام پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قادر ہونا ثابت نہ کیا یا
دین و اسلام کا غیر متمکن ہونا ثابت نہ کیا بلکہ جزئی دو باتیں بتلائی ہیں جن میں سے ایک

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶ یہ فقرہ بھی ہے فی الباب عن عمر و علی قالا لم یعہد النبی فی الخلافۃ شیئا
تھا کہ حضرت عمر اور جناب امیر نے فرمایا حضرت نے خلافت کے بارے میں کچھ نہیں فرمایا پھر راوی اوس کا
سعید بن جمہان ہے جسکے بارے میں جرح ابو حاتم موجود ہے وقال ابو حاتم لا یحتج بہ صفحہ ۲۴۳ میزان الاعتدال
جلد اول پھر اس حدیث سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے اور وہ عموم جو آیہ میں ہے کیونکر زائل ہو سکتا ہے علاوہ اس
حدیث پر یہ اعتراض بھی ہے کہ جناب امام حسن ع کی خلافت اس سے نکلجاتی ہے حالانکہ باتفاق اہلسنت حضرت
کی خلافت بھی صحیح ہے۔

غرض اگر ثالث غیر مسلم ہوتا تو وہ صرف یہ فیصلہ دیتا کہ اس آیہ سے نص خلافت نہیں ثابت ہے۔ یا ثابت ہے
نہ وہ تخصیص کی بحث نکالتا نہ اور کچھ مگر صدر صاحب چونکہ سنی شافعی المذہب تھے لہذا اونھوں نے
حسب عقیدہ اہلسنت فیصلہ دیا کہ خلافت پر نص نہیں ہے کیونکہ جناب ملا صاحب نے کتب اہلسنت سے اسکو
ثابت کر دیا تھا کہ خلافت ثلثہ بنص قرآن و حدیث نہیں ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۳۵ رسالہ رد مذہب شیعہ

حاشیہ صفحہ ہذا الحمد للہ کہ خود صدر صاحب نے لغویت تقریر مولوی عبدالشکور کو نہایت تصریح سے ثابت کیا
اور واقعاً اگر یہ معنے لیئے جائیں تو پھر بجز چاروں خلیفہ کے یا معاویہ و مروان و عبداللہ بن زبیر کے
دنیا میں کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا کیونکہ جب خدا نے مومنان صاحب اعمال صالحہ سے وعدہ خلافت کیا
تو پھر اوسکے خلاف کیونکر ممکن ہو سکتا کہ مومن تو لاکھوں ہوں مگر خلافت ملی چھ یا سات کو یا قرآن کا وعدہ غلط ہے
یا معنی خلافت لینا غلط ہے

وہ ہے جو شیعوں کے یہاں نہیں ہے یعنی تراویح اور دوسری وہ جو ہم سنیوں کے یہاں نہیں ہے یعنی متعہ یاں اسکے بعد حضرت علی کے دو خط حضرت معویہ کے نام پر لکھے ہوئے نقل کیے ہیں جن سے

بقیہ حاشیہ صکا سطر ۵ اصل تقریر مولوی عبد الشکور صاحب حسب ذیل ہے جسکو خود اونھوں نے رسالہ کاد مذہب شیعہ میں لکھا ہے ملاحظہ ہو صہ

امر دوم کے متعلق گذارش ہے کہ زمانہ نزول کے لوگوں میں سے سوا حضرات خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کے مجموعہ ان تینوں نعمتوں کا کسی کو نہیں ملا زمانہ نزول کے لوگوں میں سے صرف چار بزرگ اس مقام پر ذکر کیے جا سکتے ہیں جن میں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نسبت شیعہ و سنی دونوں کو اقرار ہے خصوصاً حضرات شیعہ کی کتابوں سے ثابت ہے کہ مجموعہ ان تینوں نعمتوں کا آنجناب کو حاصل نہیں ہوا تمکین دین کے بابت حضرات شیعہ کا اتفاق ہے کہ جو دین حضرت علی مرتضیٰ کا تھا یعنی مذہب شیعہ اس دین کے اظہار پر اپنی خلافت کے زمانہ میں بھی آنجناب قادر نہ تھے چنانچہ علامہ قاضی نور اللہ شوستری اپنی کتاب احقاق الحق میں اور جناب سلطان العلما مولانا السید محمد صاحب مجتہد لکھنوی اپنی کتاب بوارق میں اور دیگر اکابر اس امر کی تصریح کر چکے ہیں اور کتاب نہج البلاغہ سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے آنجناب نے اپنی خلافت کے زمانہ میں بہت چاہا کہ تراویح کو موقوف فرمائیں اور حلت متعہ کا اعلان دیں مگر یہ کچھ بھی نہ کر سکے۔

اقول نہ معلوم ملا صاحب نے اوسوقت کیا جواب دیا مگر تعجب ہے کہ صدر صاحب نے بھی اسپر نہ غور کیا۔ بہ تقریر مخاطب مجموعہ ان تینوں نعمتوں کا صرف خلفاء اربعہ کو نہ ملا بلکہ معویہ مروان عبد اللہ بن زبیر کو بھی ملا کیونکہ یہ لوگ اوسوقت موجود تھے اور خلیفہ ہے معاویہ کی خلافت بیس برس رہی جتنا زمانہ خلفاء ثلثہ میں سے کیسکو نہ ملا عبد اللہ بن زبیر بھی نو برس خاص مکہ معظمہ میں خلیفہ رہے مروان بھی دو برس کے قریب خلیفہ رہا جو خلافت ابو بکر ہے

بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ جسطرح ان تینوں نعمتوں کا مجموعہ معاویہ عبد اللہ بن زبیر مروان کو حاصل ہوا ویسا مجموعہ خلفاء ثلثہ کو نہیں حاصل ہوا کیونکہ یہ کل صحابہ کو معلوم تھا حضرت رسول اللہ چاہتے تھے خانہ کعبہ توڑ کر مثل عہد ابراہیمی بنائیں مگر خوف ارتداد و کفر قریش سے آپ مجبور رہے ہر خلیفہ کے دل میں یہ تمنا رہی ہوگی کہ رسول کے ارادہ کو پورا کریں مگر کسی سے نہ ہو سکا اور عبد اللہ بن زبیر نے اوسکو پورا کیا کہ خانہ کعبہ کو توڑوا کر مثل قصد رسول بنوایا پھر فرمایئے ایسی نعمت کسکو ملی کیونکہ خلفاء ثلثہ مجبور رہے نہ کر سکے اگر یہ کہیے کہ اونھوں نے اسکا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تمکین دین بخوبی ثابت ہے مگر مولوی (عبدالشکور) صاحب نے یہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸ مقصد ہی نہ کیا تو یہ دوسری بات ہوتی ہے کہ اپنے منیب کے ارادہ کو پورا کرنے کی نیت ہی نہ کی۔ واہ کیا خوب؟

عبداللہ بن زبیر کا یہ درجہ ہے کہ تاریخ الخلفا میں ہے عن نوف البکالی قال انی لاجد فی کتاب اللہ المنزل ان ابن الزبیر فارس الخلفاء ص ۱۴۲

کہ نوف بکالی کہتے ہیں کہ ہم کتاب اللہ میں ابن الزبیر کو فارس الخلفاء پاتے ہیں پھر تعجب ہے کہ مولوی عبدالشکور صاحب نے انکو اس آیہ سے کالدیا حالانکہ یہ حضرت ابوبکر کے نواسہ ہیں پس پہلا افترا تو یہ ہے کہ آپ ان مجموعہ نعمات کو صرف خلفا ثلثہ کو دیتے ہیں حالانکہ معویہ عبداللہ بن زبیر مروان کا اگر اونسے زیادہ نہیں تو کم بھی نہیں کیونکہ معاویہ ۲۰ برس خلیفہ رہا اور اوسکو اس قدر نعمتیں ملیں کہ عشر عشیر اوسکا بھی خلفائے ثلثہ کو نہ ملا۔

رہا یہ کہ جناب امیر کو اس وجہ سے تمکن فی الدین نہ ملا کہ حضرت تراویح کو موقوف اور متعہ کو رائج نہ کر سکے تو پھر لازم آتا ہے کہ رسول اللہ کو دین میں تمکن نہ حاصل ہوا کیونکہ خانہ کعبہ کو توڑ کر بخوف قریش نہ بنوا سکے۔ اپنی بیٹی زینب کو ابوالعاص کافر کے قبضہ سے نہ نکال سکے حالانکہ نکاح ٹوٹ چکا تھا یہانتک کہ وہ خود مسلمان ہوا صلح حدیبیہ میں نہ بسم اللہ لکھوا سکے نہ اپنے نام کیساتھ رسول اللہ حالانکہ لکھا جا چکا تھا حضرت ایسے مجبور تھے کہ وصیت نامہ نہ لکھوا سکے حالانکہ صرف ایک عمر یا اونکے ساتھی مانع تھے ورنہ ہزارہا صحابہ جان نثار موجود تھے پھر کیا کہہ سکتے ہیں کہ حضرت کو تمکن فی الدین اور تبدل خوف بہ امن نہ حاصل ہوا اور خلافت فی الارض تو کبھی حاصل ہی نہیں ہوئی کیونکہ اسکے واسطے بیعت اہل حل وعقد کی ضرورت ہے اور وہ کبھی نہ حاصل ہوئی۔ غرض جناب امیر کو تو وہی نعمتیں حاصل تھیں جو جناب رسالتمآب کو مل چکی تھیں اور ایسی نعمت کہ اگر آپ نہ ہوتے تو حضرت عمر ہلاک ہو جاتے جیسا مقولہ لولا علی لھلک عمر مشہور عالم ہے کہ اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا افسوس! مناظرہ بغرض احقاق حق ہوتا ہے اور مولوی عبدالشکور صاحب کا مناظرہ بغرض اخفاء حق اگر ایسے جزئیات پر مدار کار ہو کہ چونکہ جناب امیر متعہ کو رائج اور تراویح کو موقوف نہ کر سکے لہذا تمکن فی الدین نہ حاصل ہوا تو نہ رسول کی رسالت رہ سکتی ہے کہ بہت سے امور میں آپکار فرمائی تقیہ ہوئے نہ خدائی رہ سکتی ہے کہ وہ فرماتا ہے ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون حالانکہ کروروں بندگان خدا اوسکی عبادت نہیں کرتے فرماتا ہے وما ارسلنٰک الا للناس کافۃ بشیرا ونذیرا مگر کروروں نے نہ مانا تو کیا اس سے کہہ سکتے ہیں

یہ لکھا ہے کہ ان باتونکا جواب علمارشیعہ نے یہی دیا ہی کہ جناب ممدوح اپنے زمانہ خلافت میں بھی اپنا دین ظاہر کرنیمیں قادر نہ تھے لہذا تمکین دین کا مفقود ہونا بالکل ظاہر ہی" اوس سے شیعونکا

بقیہ حاشیہ صد ۱۹ خدا کی خدائی اوڑگئی۔

آپ خلفاء ثلثہ کے نسبت مدعی ہیں کہ اونکو تمکن فی الدین حاصل تھا حالانکہ عمر صاحب نے حج تمتع او متعۃ النسا دونونکو حرام کیا مگر حج تمتع تو بدستور مسلمانوں میں جاری رہا متعہ بھی سیکڑوں صحابی کرتے رہے یہانتک کہ ابن جریج جو تابعین عظام سے ہیں ۹۹ متعہ کیا۔

عمر صاحب نے حی علی خیر العمل کو اذان سے موقوف کیا مگر خود اونکے بیٹے عبد اللہ بن عمر اس جملہ کو کہتے رہے تو چاہیے کہ آپ اونکی تمکن فی الدین سے بھی انکار کریں اور کہیں کہ نہ حاصل ہوا۔

رہا یہ کہ جناب امیر نے خطوط میں جو بنام معویہ لکھے اوس میں مدح ابوبکر و عمر لکھا تو بفرض تسلیم اس سے تمکن فی الدین کیونکر زائل ہوا حالانکہ وہاں بطور فرض اصول مخالف ہے اور قرآن میں تو صاف صاف لفظوں میں نصاری کی تعریف موجود ہی پھر اوسی مذہب کو حق مان لیجیے ملاحظہ ہو سورہ مائدہ ولتجدن اقربہم مودۃ للذین اٰمنوا الذین قالوا انا نصاری ذلک بان منہم قسیسین ورھبانا وانہم لا یستکبرون واذا سمعوا ما انزل الی الرسول تری اعینہم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق یقولون ربنا اٰمنا فاکتبنا مع الشاھدین تک

اور دوسرے لحاظ سے مسلمانوں سے قریب تر اونکو پاؤگے جو کہتے ہیں کہ ہم نصاری ہیں کیونکہ ان میں عالم بھی ہیں اور مشایخ بھی اور یہ کہ وہ تکبر نہیں کرتے اور جب اس کتاب کو سنتے ہیں جو خدا کے پیغمبر پر نازل کی گئی تو دیکھتے ہو کہ اونکے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اسلیے کہ حق بات کو پہچان لیا اور کہتے ہیں خداوندا ہم ایمان لائے تو ہمکو ماننے والونمیں لکھ لے۔

کیا آپ ان آیات پر ایمان لاکر نصاری کو اہل حق مان سکتے ہیں اور اونکو ناحق ہونے سے انکار کرسکتے ہیں جس سے ساری قرآن سے انکو دستبرداری لازم ہو حالانکہ یہ وہ اوصاف ہیں جنکا عشر عشیر بھی آپکے کسی صحابی کو حاصل نہیں پس اگر آپ ان آیات سے حقیت مذہب نصاری مان سکتے ہیں تو ہم بھی حسب تقریر آپکے مان سکتے ہیں کہ جناب امیر نے مہاجرین و انصار کی تعریف کی حالانکہ نہ ان آیات میں عموم نصاری یا اونکے مذہب کی حقیت ہی نہ خط جناب امیر میں مہاجرین و انصار کی بلکہ صرف یہ مطلب ہی کہ جب تم لوگوں نے یہ اصول بنالیا کہ شوری یا بیعت کا حق مہاجرین اولین کو ہے تو پھر ہماری بیعت سے کیوں انکار کرتے ہیں حالانکہ اونھیں مہاجرین و انصار نے ہماری بھی بیعت کی ہے کیونکہ اگر حضرت انکی بیعتونکو کافی سمجھتے تو بیعت خلفاء ثلثہ سے کیوں دو شش ماہ تک رسی سے گلے میں باندھ کر کھینچتے ہوئے

مقصد طرز تحریر خطوط مذکورہ ہے نہ کہ تزلزل اسلام در عہد حضرت علی علیہ السلام - مولوی عبد الشکور صاحب
کی تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ نعمت تبدیل خوف بھی حضرت علی کو نصیب نہ تھی کیونکہ آپ لکھتے ہیں کہ
آپس میں کئی ایک خونریز لڑائیاں ایسی پیدا ہوئیں کہ جناب ممدوح علیہ السلام کا قریب قریب زمانہ خلافت
اسی میں صرف ہوا اور بیرونی لڑائی سے اندرونی لڑائی کی بھینی اور بدامنی زائد ہوتی ہے کما قال اللہ
تعالیٰ وباسہم بینہم اول تو ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا سے مراد خوف کفار ہے کہ خانگی
جنگ یعنی جو کہ حضرت علی اور انکے طرفداروں میں اور حضرت معاویہ اور انکے طرفداروں میں تھی
آپ اس قول خدا وباسہم بینہم کا مصداق انکو بتاتے ہیں جو کفار کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہے اس گستاخی کے سوا آپکا کہنا جب نعمت تمکین دین اور نعمت تبدیل خوف حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کو نصیب نہ تھی تو معاذ اللہ نتیجہ یہ نکلیگا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بہ صفت موصوف خلیفہ ہی
نہیں یا یہ کہ خدا تعالیٰ نے انکو خلافت دی مگر دوسری دو موعودہ نعمتوں کی بابت وعدہ خلافی کی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰ کی نوبت آئی -

حاشیہ صفحہ ۱۷ سطر ۳ شکر صد شکر کہ خود صدر صاحب نے اس کی تصریح کر دی کہ سنیوں پر یہ ناحق بہتان ہے تو پھر فرمائیے
ایسا شخص کب مسلمان ہو سکتا ہے -

حاشیہ صفحہ ۱۸ سطر ۱ کیا اس سے بڑھکر کوئی فیصلہ ہو سکتا ہے جس میں اسطرح کی ذلت مولوی عبد الشکور صاحب کو خود
اپنی ہم مذہب ایک رئیس سے حاصل ہوئی جسکو صدر بنایا تھا

حاشیہ صفحہ ۱۹ یہ بھی نہایت صاف فیصلہ ہے جزاہ اللہ

حاشیہ صفحہ ۲۰ سطر ۱۰ افسوس کہ مولوی عبد الشکور صاحب نے کوئی عبارت نہ نقل کی کیونکہ تقیہ کو محل پر
لکھا گیا ہے کہ بوجہ تقیہ حضرت ایسا نہ کر سکے جیسا کہ رسول اللہ بھی بہت سے امور میں تقیہ کرتے تھے -
مولوی عبد الشکور صاحب پر لازم تھا کہ وہ پہلے یہ ثابت کرتے کہ جناب امیر کا دین کیا تھا پھر یہ ثابت کرتے کہ
حضرت کو اوس پر تمکن نہ ہوا مگر افسوس یہ تو نہ ہو سکا کیا یہ کہ تراویح کی موقوفی متعہ کے رواج کو لکھا حالانکہ یہ امور احکام
جزئیہ سے ہیں اسکو دین نہیں کہہ سکتے ورنہ اگر یہی امور دین ہوں تو صدہا امور میں خود رسول نے تقیہ کیا ہے اور خلیفہ دوم
بھی اسپر قادر نہ ہو سکے کہ متعہ حج کو باطل کر دیں حالانکہ اعلان دے چکے تھے انا احرمہما کہ ہم دونوں
کو حرام کرتے ہیں -

اور اللہ تعالی نے تو یہ فرمایا ہے واللہ لا یخلف المیعاد[۱] اسکے بعد ملا (محمد باقر) صاحب نے تقریر شروع کی مگر عذر معذرت میں بہت وقت صرف کیا باوجود اسکے کہ اقرار نامہ میں خلافت حضرت علی بلا فصل ثابت کرنیکا عہد کیا گیا تھا اور جلسہ کی تین دن قبل جو اشتہار شایع ہوا تھا اوس میں بہت سے مسائل پر بحث کرنیکا اور الزامات کو غلط کرنیکا دعوی کیا گیا تھا[۲] مگر میں نے کہا چونکہ اقرار نامہ میں فقط مسئلہ خلافت تحریر ہے اسلئے اسی پر بحث ہوگی مگر ملا (محمد باقر) صاحب نے اسپر گفتگو نہیں کی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱ نمبر ۲ افسوس کہ صدر صاحب نے اسی جملہ پر اکتفا کیا حالانکہ اونکا فرض تھا کہ کم سے کم کہدیتے یہ شخص مذہب اہلسنت سے خارج ہے۔

حاشیہ صفحہ ہذا نمبر ۱ جزاکم اللہ خیر الجزا واقعاً جب خداوند عالم نے بعد نصب جناب امیر فتح بخلا آیہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی نازل کیا تو اب بجز کافر کون اسکا مدعی ہو سکتا ہے کہ جناب امیر کو یہ نعمت نہیں حاصل ہوئی کاش جناب صدر صاحب اس شخص کو وہی خطابات عطا کرتے جو علمائے اہلسنت ابن تیمیہ و شاہ ولی اللہ کو دیا ہے خارجی منافق۔

نمبر ۲ واقعی یہ الزام ملا صاحب پر بہت درست ہے مگر اسکی وجہ غالباً وہی ہو جو پہلے ہم لکھ چکے ہیں کہ وہ اپنی افراد کے قلت اور مخالفین کے کثرت سے مرعوب ہوگئے کیونکہ خود اونکی جو تقریر رسالہ رد مذہب شیعہ میں شایع ہوئی وہ بتارہی ہو کہ نہایت بے کسی کے عالم میں تھے اور حق یہ ہے کہ جب تک فریقین کی قوت و شوکت برابر نہ ہو مناظرہ کا لطف نہیں ہوتا مولوی عبد الشکور صاحب دس برس سے وعدہ کرتے تھے کہ گجھوہ میں آکر مناظرہ کرینگے۔ مگر چونکہ جانتے تھے یہاں شیعوں کی زمینداری ہے باوصف عہد و معاہدہ نہ آئے۔ آئے تو سیوان میں جسکا کبھی تذکرہ بھی نہ آیا تھا پہلے دفعہ جب میں سیوان میں گیا تو وہ فرار کرگئے دوبارہ عشرہ محرم میں خلاف معاہدہ آئے تو میں عشرہ میں نہ جا سکا جس سے اونکو اسکا موقع ملا کہ تمام سیوان کو شیعوں کی مخالفت میں سرگرم کردیا ۱۹ محرم کو جب میں پہونچا تو سنا گیا ہے کہ اوس روز چھ ہزار کا مجمع تھا جسپر صاحب مجسٹریٹ بہادر کو حکم امتناعی جاری کرنا پڑا۔
ایسے حالت میں جناب ملا باقر صاحب نے جو مجمع مخالفین میں اور مکان مخالفین میں جاکر مناظرہ کیا یہ اونکی کمال جرأت و بہادری کی دلیل ہے خصوصاً جبکہ تنہا ملا باقر صاحب تھے اور صرف دو تین طالب العلم عملدر و رسار شہر سے کوئی نہ تھا پھر کیونکر وہ مرعوب نہوتے جسقدر تقریر کیا وہی بہت غنیمت ہے کیونکہ مذہب شیعہ میں ۲۴ آدمیوں کا نام بنام اہلسنت سے دیا گیا ہے اور شیعوں میں بجز ملا صاحب اور کسی کا نام نہیں معلوم ہوتا۔

اور نہ جلسہ ملتوی کرنیکی مجبوری درخواست کی علاوہ ازیں ہمنے اونکو اثناء تقریر میں بارہا کہا کہ آپ اپنا اصلی مقصد بیان کیجیے مگر آپنے یہ تو نہیں کیا البتہ ایک طول تقریر کی جس میں الفاظ بہت اور مطلب کم ہی جسکے ضمن میں کچھہ جوابات مولوی عبد الشکور صاحب کے الزام کمی قرآن اور تقریر خلافت خلفاء ثلثہ کے دیے ہیں اور تحریف قرآن کے قائل ہوئے اور اسی طرح الزام زیادتی قرآن دور نہ کرسکے لیکن بقول اصح غیر محرف اور واجب العمل ہونیکا اقرار کیا اسکے بعد مولوی عبد الشکور صاحب نے انکے طولانی تقریر کا جواب دیا پھر اسی طرح سے باربار جواب الجواب

حاشیہ صفحہ ہذا سلہ بیشک یہ غلطی ملا صاحب کی ضرور ہی کہ بوجہ عربیت وہ ایسا نہ کرسکے اگرچہ اونکی تقریر مندرجہ رسالہ رد مذہب شیعہ میں یہ فقرہ ضرور ہی "اثنا اپنے بیان میں ضمنا تحریف قرآن کو بہت طول دیا اور بہت سے ثبوت قرآن کے محرف اور تبدیل ہونے میں بیان فرمائے اگرچہ جناب صدر صاحب دام اقبالہ نے درمیان تقریر جناب مولانا صاحب نے ارشاد فرمایا کہ یہ مسئلہ تحریف قرآن مجید خلاف معاہدہ تھی یعنی مسئلہ خلافت حضرات خلفاء ثلثہ ہی مگر باوجود اسکے جناب مولانا صاحب ممدوح نے ضمنی فرماکر ضرور بیان فرماکر اپنے مطلب تحریف قرآن شریف کو پورا فرمایا اب میری گذارش جناب صدر صاحب کی خدمت میں یہ ہی کہ میں عرض کرچکا ہوں کہ اگر جناب صدر صاحب کی رائے ہو تو قبل اس مسئلہ کی اسی مسئلہ پر بطور تحقیق بحث کیجائے صـ ۲۱

یہ تقریر جہاں تک عربیت ملا صاحب کو ظاہر کرتی ہی وہاں صدر صاحب کی بے پرواہی کو بھی ظاہر کرتی ہی کہ خلاف داب مناظرہ و معاہدہ مقررہ مولوی عبد الشکور صاحب کو اسکی اجازت دی کہ وہ خارج از مبحث مسئلہ تحریف قرآن کو بیان کریں اور ملا صاحب کو اسکی اجازت نہیں دی کہ وہ بھی اس مسئلہ پر بحث کریں کیونکہ یہ ظاہر ہے اگر کوئی شخص کسی پر الزام دیتا ہی تو اوسکو پہلے اسی کی فکر ہوتی ہے کہ الزام کو دفع کریں۔ اسی لیے یہ امر پہلے سے طے ہوگیا تھا کہ ایک شخص غیر مذہب اسلام حکم ہو اگر ایسا ہوتا تو ہرگز خارج از مبحث بات کو آنے نہ دیتا۔

ملا صاحب پر بھی لازم تھا کہ وہ اس تقریر پر انکار شدید کرتے یا صدر صاحب کو اسپر مجبور کرتے کہ اس تقریر کو روکیں اور اگر نہ مانتے تو اس جلسہ سے اوٹھ جاتے کہ خلاف معاہدہ تقریر ہوئی ہی مگر نہ معلوم ملا صاحب نے کیوں سکوت کیا اور کیوں صدر صاحب نے اسکا موقع نہ دیا کہ دوبارہ ملا صاحب کو جواب دینیکا موقع ملے

سلہ اقرار تحریف قرآن تو ملا صاحب کے کسی جملہ سے معلوم نہیں ہوتا مگر ہاں یہ صحیح ہی کہ الزام زیادتی قرآن بلکہ

ایکدوسرے کو دیگئی جن تمام اور ملا محمد باقر صاحب کیطرف سے ایکمسودہ کل تاریخ ۱۷ ماہ محرم الحرام سنہ ۱۳۳۶ کو جو بمعرفت وکیل میرزا علی محمد صاحب مجکو وصول ہوا اسکو بہت غور اور تحقیق سے دیکھنے کے بعد میں اپنی رائے قائم کرتا ہوں کہ مولوی عبد الشکور صاحب نے اول تو اقرار نامہ کے موافق کسی حدیث سے مسئلہ خلافت کو ثابت نہیں کیا تو اقرار نامہ کے موافق وہ حدیث کی مطابقت آیات قرآنی سے کیسے کر سکینگے ؁ مولوی عبد الشکور صاحب نے تو تمہید ہی میں علماء محدثین و متقدمین و متاخرین کے خلاف کسی ایک عالم کی کتاب کا حوالہ دیکر فرمایا کہ تواتر لفظی یا مطلق تواتر حدیث میں نہیں ہے ؁ اور حدیث کا رتبہ قرآن سے کم ہے باوجود اس بات کے کہ اون کے

بقیہ حاشیہ صـ۲۳ کسی الزام کو دفع کرنیکا موقع نہیں دیا حالانکہ وہ کہتے رہے کہ کوئی موقع ہو تو جناب مولانا کی خدمت میں بوقت فرصت حاضر ہو کر میں بیان کرونگا صـ۲۳ مگر افسوس کوئی موقع نہ دیا گیا تب اونھوں نے صرف یہ عقیدہ اپنا بتایا کہ میرا عقیدہ ہے کہ قرآن شریف وہی ہے جو رسول اللہ پر بواسطہ جبرائیل امین نازل ہوا۔

حاشیہ صفحہ ہذا الحمد للہ کہ صدر صاحب نے نہایت وضاحت سے اسکو فیصل کر دیا کہ مولوی عبد الشکور صاحب نے تو اقرار نامہ کے موافق کسی حدیث سے مسئلہ خلافت کو ثابت نہیں کیا تو اقرار نامہ کے موافق وہ حدیث کی مطابقت آیات قرآنی سے کیسے کر سکینگے"

جسکے بعد یہ دعوی کرنا کہ مولوی عبد الشکور صاحب اس مناظرہ میں کامیاب ہوئے نہایت درجہ کی حماقت ہے

؁ مولوی عبد الشکور صاحب کی تحریر یہ ہے مگر ہمارے محدثین کی تصریح موجود ہے کہ کوئی حدیث لفظاً متواتر نہیں ہے بعض محدثین نے جو چند احادیث کو متواتر لکھا تھا بعض نے جانچنے کے بعد بھی فیصلہ کیا ہے کہ اس کا تواتر بھی ثابت نہیں ملاحظہ ہو شرح نخبۃ الفکر صـ۲۱ رد مذہب شیعہ۔

مگر افسوس اس میں بالکل فریب سے کام لیا گیا ہے کیونکہ شرح نخبۃ الفکر کی عبارت یہ ہے فائدہ ذکر ابن الصلاح ان مثال المتواتر علی التفسیر المتقدم یعز وجودہ الا ان یدعی ذلک فی حدیث من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار وما ادعاہ من العزۃ ممنوع وکذا ما ادعاہ غیرہ من العدم لان ذلک نشاء عن قلۃ الاطلاع علی کثرۃ الطرق واحوال الرجال وصفاتھم المقتضیۃ لابعاد العادۃ ان یتواطئوا علی کذب او یحصل منھم اتفاقا ومن احسن ما یقرر بہ کون المتواتر موجودا وجود کثرۃ فی الاحادیث ان الکتب المشہورۃ المتداولۃ بایدی اھل العلم شرقا وغربا المقطوع عندھم بصحۃ نسبتھا الی مصنفیھا اذا اجتمعت علی اخراج حدیث

کہ اونکے مذہب میں بعض حدیثیں ناسخ آیات قرآن ہیں البتہ قرآن سے مسئلہ خلافت خوب ثابت

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴ ولتعدد طرقہ تعدداً تحیل العادۃ تواطئھم علی الکذب الی آخر الشروط
افاد العلم الیقینی بصحتہ الی قائلہ ومثل ذلک فی الکتب المشہورۃ کثیر۔

یعنی کہا ابن صلاح نے مثال متواتر کی تفسیر مذکور پر بہت کم ہے اوسکا وجود مگر یہ کہ حدیث من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار میں اسکا دعویٰ کیا گیا ابن حجر فرماتے ہیں کی وجود کا جو دعویٰ کیا گیا ہے یا یہ کہ بالکل وجود نہیں جیسا اور لوگوں نے دعویٰ کیا تو یہ دعویٰ ممنوع ہے اسوجہ سے پیدا ہوا کہ کثرت طرق پر اور احوال رجال و صفات پر اونکی نظر نہیں پڑی جس سے ایسے لوگوں کا اتفاق کذب پر عادۃً محال ہے اور سب سے عمدہ تقریر یہ ہیں جس سے وجود حدیث متواتر کا ثابت ہے وجود ہے ان احادیث کا کتب مشہور متداولہ میں جو شرقاً وغرباً پھیلی ہوئی ہیں جنکی نسبت اونکے مصنف کی طرف یقینی ہے پھر نہ معلوم مولوی عبدالشکور صاحب نے کیونکر شرح نخبۃ الفکر کی طرف اسکی نسبت کی کہ وہ وجود روایت متواترہ کا منکر ہیں حالانکہ وہ اون لوگوں کا رد کرتی ہے جو وجود متواتر کے منکر ہیں۔

علامہ سیوطی تدریب الراوی میں بعد نقل قول سابق ابن حجر لکھتے ہیں قلت قد الفت فی ھذا النوع کتابا لم اسبق الی مثلہ سمیتہ الازھار المتناثرۃ فی الاخبار المتواترۃ مرتبا علی الابواب اوردت کل حدیث باسانید من خرجہ وطرقہ ثم لخصتہ فی جزء لطیف سمیتہ قطف الازھار کلھا متواتر فی احادیث جمعھا وذکرھا کتابنا المذکور وللہ الحمد الثانی قد قسم اھل الاصول المتواتر الی لفظی وھو ما تواتر لفظہ کالامثلۃ السابقۃ ومعنوی وھو ان ینقل جماعۃ یستحیل تواطئھم علی الکذب وقائع مختلفۃ تشترک فی امر متواتر ذلک القدر المشترک فمنھا ما تواتر لفظہ کالامثلۃ السابقۃ ومنہ ما تواتر معناہ کاحادیث رفع الیدین فی الدعاء ط ۱۹ مصری

ہمنے اس باب میں ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام ازہار متناثرہ فی الاخبار المتواترہ ہے کہ اور کسی نے اس بارہ میں ہم پر سبقت نہیں کی جس میں ہمنے ہر حدیث کو ترتیب وار لکھا ہے مع نام اون لوگوں کے جنہوں نے اس کی تخریج کی تھی پھر اوسکو ایک دوسرے رسالہ میں مختصر کیا جسکا نام قطف الازہار ہے اسکے بعد چند حدیثوں کو لکھا ہے) اسکے بعد لکھتے ہیں یہ سب حدیثیں متواتر ہیں جس کو ہمنے اوس کتاب میں لکھا ہے

کیا مگر لفظاً و صراحتہً ثابت نہیں ہے جسطرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵ دو معنے اہل اصول نے متواتر کی دو قسم کی ہے متواتر لفظی جسکے الفاظ بھی متواتر ہوں دوسرا معنوی جسکو اتنے لوگ روایت کریں کہ انکا اتفاق کذب پر محال ہو وہ مختلف واقعات نقل کریں جسکا قدر مشترک متواتر ہو یہ سب باتیں حدیثوں میں موجود ہیں کیونکہ بعض حدیثوں کے الفاظ متواتر جیسا کہ سابق مثالوں میں ہے اور بعض وہ ہیں جنکا معنی متواتر ہے جیسا کہ احادیث رفع یدین میں ہے پھر نہ معلوم مولوی عبدالشکور صاحب نے اتنے مجمع اہلسنت میں کیونکر ایسا دعوٰی کر دیا کہ کوئی حدیث لفظاً متواتر نہیں ہے۔

مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی جو مولوی عبدالشکور صاحب کے استاد الاستاد ہیں ظفر الامانی میں لکھتے ہیں

والتحقیق الذی ذهب الیه جمع من المحدثین هو انه لا یشترط للتواتر عدد وانما العبرة لحصول العلم القطعی فان رواه جم غفیر ولم یحصل القطع به لا یکون متواترا وان رواه جمع قلیل وحصل العلم القطعی به یکون متواترا البتة ص۹ مطبوعہ لکھنؤ۔

کہ جس تحقیق کو اکثر محدثین نے اختیار کیا ہے یہ ہے کہ تواتر میں تعیین عدد ضروری نہیں ہے صرف یہ دیکھنا ہے کہ علم قطعی حاصل ہوتا ہے یا نہیں کیونکہ اکثر ہوتا ہے بہت لوگ روایت کرتے ہیں۔ اور علم قطعی نہیں حاصل ہوتا اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ تھوڑے ہی لوگ روایت کرتے ہیں مگر علم قطعی ہوجاتا ہے تو وہ ضرور متواتر ہے

اب ہم نہیں سمجھتے کہ مولوی عبدالشکور صاحب نے اتنے بڑے مجمع میں کیونکر ایسا دعوٰی غلط کر دیا کیا وہاں کوئی شخص بھی اہل علم سے نہ تھا جو ایسے غلط دعوے پر ٹوکتا۔

اب میں اصل وجہ انکار بتا دوں کہ چونکہ صدہا علماء اہلسنت نے لکھا ہے کہ حدیث غدیر متواتر ہے اسلیے مولوی صاحب نے یہ بندش کی کہ تواتر سے انکار کر دیا کہ کہیں وہ انکا فریق مخالف اسی حدیث کو نہ پیش کرے جو متواتر ہے جسکے بعد سب قصہ طے ہوجائے مگر آپ تو وہ چالاک ہیں کہ تحریف قرآن کا مسئلہ پیش کر کے تمام حاضرین کو متحیر کر دیا جس کے بعد پھر کسی استدلال کا موقع نہیں رہا

علامہ ابن الجزری اپنی المطالب میں حدیث غدیر کے بابت لکھتے ہیں

هذا حدیث حسن من هذا الوجه صحیح من وجوه کثیرة تواتر عن امیر المومنین وهو متواتر ایضا عن النبی صلعم رواه الجم الغفیر عن الجمع الغفیر ص۳

بارہ میں یہ نص صریح ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی

بقیہ حاشیہ صہ ۲۶ علامہ سیوطی نے اس حدیث غدیر کو بھی انہیں متواتر آیتیں میں لکھا ہے اور ملا علی متقی نے بھی حدیث غدیر اور حدیث اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ کو بھی متواتر لکھا اسی طرح مرزا مخدوم بن عبد الباقی نے نواقض الروافض میں دونوں حدیثوں کو متواتر لکھا ہے۔ اسی طرح جمال الدین محدث مصنف روضۃ الاحباب نے اربعین میں اسکو متواتر لکھا ہے یہاں تک کہ امام ابو المعالی نے طرق حدیث غدیر کی اٹھائیسویں جلد دیکھی جسپر لکھا تھا کہ اسکے بعد انتیسویں جلد آتی ہے اسی وجہ سے غالباً مولوی عبد الشکور نے وجود مطلق تواتر سے انکار کیا۔

مگر جناب صدر نے نہایت عمدہ پیرایہ میں اسپر ریمارک کیا "اور حدیث کا رتبہ قرآن سے کم ہے باوجود اس بات کے کہ انکے مذہب میں بعض حدیثیں ناسخ آیات قرآن ہیں" اس سے بڑھکر کیا ریمارک ہو سکتا ہے کہ اثبات خلافت میں تو حدیث کا رتبہ قرآن سے کم ہے مگر ناسخیت میں حدیث کا درجہ بڑھا ہوا ہے کہ جب حدیث سے چاہیں قرآن کو منسوخ کر دیں چنانچہ مثال میں لکھا گیا ہے ومن الوقوع نسخ نکاح المتعہ بالنہی عنہا وھو احاد ونحو ذلک۔ ارشاد الفحول شوکانی صہ ۱۷۱

یعنی اسکی مثال کہ قرآن منسوخ ہو جائے خبر احاد سے یہ ہے کہ نکاح متعہ جو قرآن میں ہے منسوخ ہو گیا اسوجہ سے کہ عمر نے منع کیا حالانکہ وہ خبر احاد سے ہے۔

ہاں امام شافعی اسکے مانع ہیں وذھب الشافعی فی عامۃ کتبہ کما قال ابن السمعانی الی انہ لا یجوز نسخ القرآن بالسنۃ بحال وان کانت متواترۃ صہ ۱۷۱ ارشاد الفحول شوکانی۔

یعنی امام شافعی اپنی تمام کتب میں اس طرف گئے ہیں کہ قرآن منسوخ ہو سکے حدیث سے اگرچہ وہ حدیث متواتر ہی کیوں نہو چونکہ صدر صاحب بھی شافعی ہیں اسیوجہ سے یہ اشارہ فرمایا کہ مولوی عبد الشکور صاحب حدیث کو کم رتبہ جانتے ہیں مگر قرآن کا ناسخ جانتے ہیں کیونکہ یہ حنفی ہیں

اسپر ترقی دیکھیے ومن جوز کون الاجماع ناسخا الحافظ البغدادی فی کتاب الفقہ والمتفقہ صہ ۱۸۰

یعنی جن لوگوں نے اجماع کو ناسخ قرآن وحدیث جانا ہے ان میں حافظ بغدادی بھی ہیں جیسا کہ کتاب الفقہ والمتفقہ میں لکھا ہے

الکفار البتہ معناً وکنایۃً خلافت خلفائے ثلاثہ پر بلکہ اس سے بھی زیادہ پر اس

بقیہ حاشیہ صہ۲۷ اس سے بڑھکر سنئیے حکی القاضی ابوبکر عن بعضہم ان القیاس ینسخ بہا المتواتر ونص القرآن صہ۱۸ یعنی قاضی ابوبکر ناقل ہیں کہ بعض علما اسکے بھی قائل ہیں کہ قیاس ناسخ حدیث متواتر و نص قرآن دونوں ہی پھر ایسوں کا کیا ٹھکانہ جو اسطرح قرآن کی عزت خاک میں ملاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شیعہ قائل تحریف قرآن میں

حاشیہ صہ۲۷ سا مگر نہ معلوم اس جملہ کا کیا مطلب کیونکہ جب آپ لکھ چکے ہیں کہ نہ استدلال کلی باقی رہا نہ کسی حدیث سے مسئلہ خلافت کو ثابت کیا تو اقرار نامہ کی موافق وہ مطابقت آیات قرآنی کیسے کر سکینگے" پھر اس جملہ کا کیا مطلب ہے۔

حاشیہ صہ ہذا ۹ یہ تو بہت بڑا درجہ رکھتا ہے کہ ایسی صراحت ہو ہم تو اس سے پست درجہ کے طالب ہیں کہ کوئی آیت ایسی ہوتی جسکے تفسیر میں رسول اللہ نے یا کم سے کم خود صحابہ نے اسکی تصریح کی ہو جو بطریق صحیح مروی ہو کہ یہ آیہ دربارہ خلافت خلفا نازل ہوا کیونکہ خود تاریخ الخلفا علامہ سیوطی میں یہ عبارت موجود ہے صہ۱۱۶

واخرج الطبرانی وابن ابی حاتم عن ابن عباس قال ما انزل اللہ یا ایہا الذین امنوا الا وعلی امیرہا وشریفہا ولقد عاتب اللہ اصحاب محمد فی غیر مکان وما ذکر علیا الا بخیر واخرج ابن عساکر عن ابن عباس قال ما نزل فی احد من کتاب اللہ تعالیٰ ما نزل فی علی واخرج ابن عساکر عن ابن عباس قال نزلت فی علی ثلثمائۃ آیۃ صہ۱۱۶ مطبوعہ لاہور

(۱) یعنی حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ قرآن میں جہاں یا ایہا الذین امنوا آیا ہے علی اوسکے امیر اور شریف ہیں پھر بتائیے تو خلافت قرآنیہ ثلاثہ کو اور امیر مومنین ہوں جناب امیر یہ کیونکر ممکن ہے۔

(۲) ابن عباس فرماتے ہیں کہ صحابہ پر تو جا بجا خدا کا عتاب ہوا مگر جناب امیر کا جہاں تذکرہ ہوا وہاں بخیر پھر فرمائیے یہ کونسا انصاف ہے جن صحابہ پر بارہا خدا نے عتاب کیا وہ تو خلیفہ بنائے گئے اور جناب امیر کو کوئی درجہ نہ ملا

(۳) ابن عباس فرماتے ہیں کہ جناب امیر کے بارے میں تین سو آیہ نازل ہوا تو کیا آپ قیاس کر سکتے ہیں کہ حضرت کی خلافت کا ذکر ان میں نہ تھا اور ثلاثہ بنص قرآن خلیفہ بنگئے۔

غرض ہمارا مطلب یہ نہیں ہے کہ جسطرح رسول اللہ کی رسالت بصراحت قرآن میں مذکور ہے اسیطرح

آیت کا اطلاق ہوسکتا ہی علاوہ بریں مولوی (عبدالشکور) صاحب نے حدیث رایت کی مثال

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸ خلافت ثلثہ کو قرآن سے دکھائی بلکہ کوئی آیت ایسی دکھائی جس میں خلافت ثلثہ کیطرف اشارہ ہو کہ رسول نے اوسکے تفسیر میں خلافت ثلثہ کو کہیں ذکر کیا ہو یا خود صحابہ نے مگر حدیث صحیح و مستند ہو جس کو تمامی اہلسنت نے قبول کیا ہو تمثیل میں بطور تمثیل دکھاتا ہوں کہ خداوند عالم سورہ شعرا میں فرماتا ہی وانذر عشیرتک الاقربین کہ تم اپنے قرابتمندوں کو انذار کرو یہاں جو شخص کچھ بھی قرآن مجید میں غور کریگا اوسکو اسکی فکر ہوگی کہ حضرت نے اس حکم کی کیونکر تعمیل کی آپکے وہ اقربین کون تھے جنکے انذار کا سب سے پہلے حکم ہوا تو یہ شخص مجبوراً تفسیر کے طرف رجوع کریگا تو اوسکو معلوم ہوگا حضرت نے اسکی تعمیل کی کہ آپنے کل فرزندان عبدالمطلب کو جمع کیا اور اپنی صداقت و راستی کو ظاہر کرکے فرمایا کون شخص ہماری مدد کرسکتا ہی اس شرط پر کہ وہ ہمارا خلیفہ اور وزیر ہو تو ان چالیس بزرگوں نے کچھ نہیں قبول کیا مگر جناب امیر اوٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور آنحضرت اوسکے جواب میں فرماتے ہیں ان هذا اخی و وصیی و خلیفتی فیکم فاسمعوا له واطیعوا تفسیر معالم التنزیل ص ۶۶۳ تفسیر طبری جلد ۱۹ ص ۶۸ تفسیر درمنثور سیوطی ص ۹۷/۵ تاریخ طبری تاریخ کامل۔ تاریخ ابو الفدا وغیرہ صدہا کتب معتبرہ اہلسنت میں موجود ہیں۔

اب اگر کوئی شخص اسکا مدعی ہو کہ خلافت خلفائے ثلثہ قرآن سے ثابت ہی تو ہم سے کہ ایسی نظیر اوسکو لانا چاہیے۔

(۳) یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالته والله یعصمک من الناس ۔ اس آیہ پر خواہی نخواہی توجہ ہوگی کہ وہ کونسا حکم ہی رسول کو جو اسطرح مبہم کیا جاتا ہی کہ اے رسول پہونچا دے اوس حکم کو جو تجھپر نازل کیا گیا اگر اس حکم کو نہ پہونچایا تو تونے کوئی کار رسالت نہیں کیا اور خدا تیری حفاظت کریگا آدمیوں سے۔

یہ آیہ بھی قہراً انسان کو مجبور کریگا کہ تفاسیر سے اس عقدہ کو حل کرے کہ وہ کونسا حکم تھا جسپر اسطرح کا تشدد کیا اور حکم نازل ہوا تو تفاسیر سے معلوم ہو جائیگا کہ یہ آیہ دربارہ خلافت و ولایت جناب امیر ہی تفسیر درمنثور سیوطی میں ہے صفحہ ۲۹۸ جلد ۲

واخرج ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و ابن عساکر عن ابی سعید الخدری قال نزلت هذه الایه یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک علی عهد رسول الله یوم غدیر خم فی علی بن ابیطالب

واخرج ابن مردویہ عن ابن مسعود قال کنا نقرء علی عهد رسول الله یا ایها الرسول بلغ ما انزل

خوب پیش کی اور اپنی حقیقت خلافت کا ثبوت خوب دیا[۱۹] مگر یہ سب میری رائے میں

بقیہ حاشیہ صہ ۲۹ الیک من ربک ان علیا مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ ۲۹۸

یعنی ابن سعید خدری سے روایت ہے کہ یہ آیہ دربارہ جناب امیر نازل ہوا غدیر خم میں اور حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ ہم عہد رسول اللہ میں اس آیہ کو اسطرح پڑھتے تھے بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین یعنی علی مولی المومنین بھی جزو آیہ تھا جو جانب اللہ نازل ہوا۔

یہاں پر خود بخود اوس واقعہ کا بھی خیال آجائیگا کہ آنحضرت نے ابن مسعود کو تعلیم قرآن کیلیے امور کیا تھا انھوں نے عہد رسول اللہ میں قرآن کو جمع کیا تھا خلیفہ دوم نے تعلیم اہل کوفہ کیلیے انکو بھیجا مگر حضرت عثمان نے صرف اس جرم پر کہ قرآن اپنا جلانیکو نہ دیا اسقدر مارا کہ ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔

(۳) انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوۃ ویؤتون الزکوۃ وہم راکعون تمھارا ولی خدا اور رسول ہی اور وہ مومنین جو نماز کو قائم کرتے ہیں اور دیتے ہیں زکوۃ حالت رکوع میں جس پر آٹھ تو حدیثیں در منثور میں ہیں کہ یہ آیہ دربارہ خلافت جناب امیر ہی کہ حضرت نے حالت رکوع میں سائل کو انگشتری عنایت کی تھی ملاحظہ ہو صہ ۲۹۳ جلد ۲ در منثور

(۴) الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا جو اسی سورہ مائدہ میں ہے جسکے تفسیر میں علامہ سیوطی لکھتے ہیں عن ابی سعید الخدری قال لما نصب رسول اللہ علیا یوم غدیر خم فنادی لہ بالولایۃ ہبط جبرئیل علیہ السلام بھذہ الآیہ الیوم اکملت لکم دینکم واخرج ابن مردویہ والخطیب وابن عساکر بسند ضعیف عن ابی ہریرۃ قال لما کان یوم غدیر خم وھو یوم ثمانی عشر من ذی الحجۃ قال النبی صلعم من کنت مولاہ فعلی مولاہ فانزل اللہ الیوم اکملت لکم دینکم صہ ۲۵۹

یعنی ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ سے روایت ہی کہ جب رسول اللہ نے جناب امیر کو ولایت کی منادی غدیر خم میں کی تو حضرت جبرئیل یہ آیہ لائے کہ آج کے دن تمھارا دین کامل کیا گیا اور نعمت تم پر تمام کی گئی اور اسلام کے دین ہونیکو ہمنے پسند کیا

کیا غضب ہی کہ جس شخص کی ولایت خلافت امامت پر خداوند عالم یہ بشارت سنا کر آج دین کامل ہوا نعمت تمام ہوئی دین اسلام پسندیدہ خدا ہوا اوسکی نسبت مولوی عبد الشکور کہیں کہ خدا کا وعدہ آپکی ذات پر نہیں پورا ہوا

کنایۃً ہی کیونکہ مثلاً ہماری گورنمنٹ یہ اعلان کرے کہ موجودہ جنگ میں اسکے لشکریوں

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰ جیسے صدر صاحب اعتراض کر چکے ہیں۔

غرض صدر صاحب نے جو فرمایا تھا کہ مثل محمد رسول اللہ کوئی نص صریح نہیں ہی تو اوسپر یہ چار آیتیں بطور تمثیل کے پیش کی گئیں کہ اس قسم کی بھی کوئی آیہ نہیں ہی جس سے اشارہ یا کنایہ بھی ان خلافتوں کا نص رسول یا بروایت صحیح صحابہ سمجھا جاسکے پھر کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ خلافت خلفا نص قرآن ثابت ہی جو ایسا صریح افترا ہے کہ اوسکی کوئی حد نہیں۔

چونکہ یہ موقع تفصیل کا نہیں ہی اسلیے ہمنے نہایت اجمال سے کام لیا ورنہ تین سو آیتیں پیش کی جاسکتی ہیں جنکی تصریح حضرت ابن عباس کے روایت میں ہی۔

اہلسنت نے بڑی کوشش سے آیۂ استخلاف وعد اللہ الذین آمنوا کو نکالا ہی مگر افسوس اوسکی تفسیر جو رسول اللہ سے منقول ہی اوس میں مطلق کسی خلافت کا اشارہ بھی نہیں ہی بلکہ خود حضرت اور صحابہ اس آیہ کو زمانہ رسالت سے تعلق دیتے ہیں کہ یہ وعدہ خود رسول ہی تھا جو حضرت کے زمانہ میں پورا ہوگیا تفسیر معالم التنزیل میں ہی صفحہ ۴۲۲

قال ابو العالیہ فی ھذہ الآیۃ مکث النبی بمکۃ بعد الوحی عشر سنین مع اصحابہ وامروا بالصبر مع الکفار وکانوا یصبحون ویمسون خائفین ثم امروا بالھجرۃ الی المدینۃ وامروا بالقتال وھم علی خوفھم لا یفارق احد منھم سلاحہ فقال رجل منھم اما یاتی علینا یوم نامن فیہ ونضع السلاح فانزل اللہ ھذہ الآیۃ وعد اللہ الذین آمنوا الخ

ابو العالیہ اس آیہ کے شرح میں کہتے ہیں کہ حضرت بعد وحی دس برس تک مکہ میں رہے اسطرح کہ کفار کی ایذا سے صبر کرتے تھے صبح و شام خوف میں بسر کرتے تھے پھر ہجرت کا حکم ہوا اور جہاد کا مگر اسکے ساتھ بھی اونکو امن نہ ملا صبح و شام اس حالت میں رہتے کہ سلاح جنگی سے آراستہ رہتے تو ایک آدمی نے کہا کیا ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ امن سے رہیں تو یہ آیہ نازل ہوا۔

پھر کون شخص یہ دعوے کرسکتا ہی کہ یہ آیہ دربارہ حقیت خلافت نازل ہوا کیونکہ خود مفسر صاحب اسکے بعد لکھتے ہیں وفی الآیۃ دلالۃ علی خلافۃ الصدیق جو اونکا ذاتی قول ہی۔

مسلمانونکا دارومدار تو قرآن و حدیث رسول پر ہی پھر دیکھیے کہ آیا رسول نے یا صحابہ نے بھی اسکا دعوی کیا ہے

میں سے جنھوں نے حسن خدمات بجالائے ہیں اونکو انعام دیا جایگا اور انکی بہت قدر و منزلت

بقیہ حاشیہ صلہ ۳ کہ یہ آیہ خلافت خلفا کے بارے میں ہی اگر نہیں ہی تو کسی مسلمان کو کیا حق ہی کہ کہی یہ آیہ خلافت خلفا کے بارہ میں ہی۔

(۳) اب اس سے بڑھکر کیا ہوسکتا ہی کہ مرزا قادیانی کے مرید اسی آیہ کو خود مرزا صاحب اور اونکے دو خلیفہ کے بارے میں اس سے استدلال کرتے ہیں تو کیا یہ آیہ اونکی حقیت کی بھی دلیل ہی۔

حاشیہ صفحہ ۳۱ مگر افسوس کسی نے اسپر نہ غور کیا کہ اس حدیث سے تو رہی سہی عزت خلفا جاتی رہتی ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا ساعطین الرایۃ غدا رجلا کرارا غیر فرار یحب اللہ و رسولہ و یحبہ اللہ و رسولہ کہ کل میں ایسے شخص کو علم دونگا جو کرار ہوگا غیر فرار خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہی اور خدا اور رسول اوسکو دوست رکھتے ہیں۔

اسنے شیخین کے تمام صفات کو محو کر دیا کیونکہ ہر شخص جانتا ہی وہ پہلے علم لیکر گئے تھے اور بھاگ آئے جسپر اسلام کو ہزیمت ہوئی اور مسلمانوں کے دل میں شک پیدا ہوا اسلئے حضرت نے فرمایا کل ایسے شخص کو علم دونگا جس سے مسلمانوں کا دل مطمئن ہو پھر فرمایا وہ کرار ہی غیر فرار جس سے معلوم ہوا شیخین فراری تھے پھر فرمایا وہ خدا کو دوست رکھتا ہی اور رسول کو اور خدا و رسول اوسکو دوست رکھتے ہیں جس سے بداہت معلوم ہوا کہ شیخین اس صفت سے معرا تھے نہ وہ خدا کے دوست تھے نہ خدا و رسول اونکو دوست رکھتا تھا پھر ایک دنیا کی کیا ہزار دنیا کی خلافت بھی اونکو ملے تو کس کام کی۔ کیونکہ ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ اگر آقا اپنے کسی نوکر کے عوض میں دوسرے کسی نوکر کو لائے اور کہے کہ یہ ایماندار ہوبانتدار ہی تو اس سے بالبداہۃ سمجھا جایگا کہ پہلا ملازم اس صفت سے معرا تھا اوس میں یہ صفت نہ تھی تو پھر فرمائیے اس حدیث سے خلفا ثلثہ کو کیا ملا۔

آپ اگر غور کرتے تو معلوم ہوتا حضرت کا یہ فرمانا دلیل کمال ناراضی ہی شیخین سے جو بلا اجازت و بلا حکم علم لیکر گئے تھے اور بھاگ آئے اسپر حضرت نے یہ حدیث فرمایا کہ کل ایسے شخص کو علم دونگا جس میں یہ صفتیں ہونگی تو بالبداہت معلوم ہوا کہ خلفا ثلثہ میں یہ صفتیں نہ تھیں اگر حضرت یوں نہ فرماتے اور علم یوں ہی جناب امیر کو دیدیتے تو اس اظہار کا موقع نہ ملتا کہ یہ لوگ اس قابل نہیں ہیں کہ بار خلافت کو سنبھال سکیں تو اور لطف ہوتا

اصل روایت کو ازالۃ الخفا میں ملاحظہ فرمائیے ص ۲۵۶

کیجائے گی تو اس سے یہ معلوم نہیں ہوگا کہ کس کس شخص کو یہ باتیں نصیب

بقیہ حاشیہ صـ۳۲ چنانچہ جب تبلیغ سورہ برارت کیلیے ابوبکر صاحب کو حضرت نے مکہ بھیجا مگر بعد ہی اسکے انکی تعاقب میں جناب امیر کو بھیجا کہ جاکر ادنسے لیلو اسکی غرض بھی مجز اسکے کیا تھی کہ تمام مسلمانوں پر ثابت کردیں کہ یہ لوگ کسی کام کے لائق نہیں ہیں اسطرح کا ارشاد جناب امیر کیلیے بہت سے مواقع پر پیش آیا ہے جس میں حضرت کا مقصود یہی تھا کہ انلوگوں کی عدم قابلیت ثابت کریں چنانچہ ازالۃ الخفا میں ہے صـ۲۵۶

دہم دریں معاملہ با حضرت مرتضےٰ معاملہ منتظر الخلافہ بجا آورد ند اخرج النسائی والحاکم واللفظ للنسائی عن علی قال جاء النبی اناس من قریش فقالوا یا محمد انا جیرانک وحلفاءک وان من عبید نا قد اتوک لیس بهم رغبة فی الدین ولا رغبة فی الفقه انما فروا من ضیاعنا واموالنا فارددهم الینا فقال لابی بکر ما تقول فقال صدقوا انهم لجیرانک وحلفاؤک فتغیر وجه النبی ثم قال لعمر ما تقول قال صدقوا انهم لجیرانک وحلفاءک فتغیر وجه النبی ثم قال یا معشر قریش والله لیبعثن الله علیکم رجلا منکم قد امتحن الله قلبه للایمان ولیضربنکم علی الدین او یضرب بعضکم قال ابوبکر انا هو یا رسول الله قال لا قال عمر انا هو یا رسول الله قال لا ولکن ذلک الذی یخصف النعل وقد کان اعطی علیا نعله یخصفها صـ۲۵۶ مقصد ۲

علم معانی وبیان کا یہ مسئلہ نہایت مہتم بالشان ہی کہ پہلے مبہم طور پر کوئی بات بیان کیجاسے کہ سب اوسکے مشتاق ہوں اوسکے بعد تفصیل کیجائے اسی اصول پر وہ حدیث خیبر ہے جس میں شیخین کا فرار کرنا اور غیر محبوب خدا و رسول ہونا ثابت کرنا مقصود تھا پھر جناب امیر کا تنہا ان صفات کیساتھ موصوف ہونا جو بغیر اس طریق کلام کے مشکل بلکہ محال تھا اوسی طرح یہ حدیث ہے جسکو شاہ صاحب منتظر الخلافہ بتلاتے ہیں جو ایک طرح نص ہے خلافت جناب امیر پر کہ جب قریش نے آکر کہا یہ لوگ جو بھاگ کر آئے ہیں اونکی غرض نہ تعلیم دین ہے نہ تحصیل فقہ بلکہ ہمارے کھیت باری مویشی کو چھوڑ کر بھاگ آئے ہیں آپ انکو واپس فرمایئے کہ ہم آپ کے ہمسایہ اور حلیف ہیں تو حضرت نے ابوبکر سے پوچھا تمھاری کیا رائے ہے انھوں نے کفار کی تصدیق کی کہ سچ کہتے ہیں (جسکے مطلب یہ ہوئے کہ اس قدر جو لوگ مسلمان ہوئے ہیں اونکو آپ ان کو حوالہ کیجیے کہ پھر کافر بنالیں اور وہ جاکر ان کی خدمت کریں) ابوبکر کے اس رائے سے حضرت کا چہرہ متغیر ہوگیا عمر سے پوچھا تمھاری کیا رائے ہے انھوں نے اپنے صدیق اور کفار کی تصدیق کی (جس سے معلوم ہوا کہ بمقابلہ کفار و ابوبکر اسلام کی پریشہ برابر بھی محبت نہیں) جسپر حضرت کو سخت ملال ہوا اور فرمایا اے قریش (جسمیں ابوبکر و عمر بھی

نصیب ہونگی جب چند لوگ ان چیزوں سے بہرہ ور ہونگے تو ہم یہ کہہ سکینگے

بقیہ حاشیہ صـ۳۳ داخل ہیں) قسم خدا کی قریب ہے کہ خدا تمپر ایسے شخص کو مبعوث کرے جسکے قلب کا ایمان کے بارہ میں امتحان کیا ہے وہ ضرور تمکو یا بعض کو تمسے مارےگا ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ وہ شخص میں ہوں حضرتؐ نے فرمایا نہیں پھر عمر نے کہا میں ہوں حضرتؐ نے فرمایا نہیں بلکہ وہ شخص ہے جو ہمارے نعل میں پیوند لگا رہا ہے اور دیا تھا علی کو کہ پیوند لگائیں حضرت کی نعل میں۔

یہ دونوں حدیثیں اسکو بتا رہی ہیں کہ حضرتؐ نے کس وضاحت سے شیخین کی عدم قابلیت خلافت کو ظاہر فرمایا کہ حدیث خیبر میں تو انکو فرار اور غیر محب خدا و رسول ظاہر کیا اور حدیث خاصف النعل میں فرمایا کہ یہ لوگ ایسے نہیں ہیں کہ انکے قلوب نے ایمان کی امتحان کو پاس کیا ہو بلکہ یہ صفت مخصوص ہے جناب امیرؑ سے مگر صحابہ نے ایسے ہی شخص کو خلیفہ بنایا تو اسکا کیا علاج ہے۔

غرض اس حدیث کو اس مقام پر پیش کرنا کہ جسطرح بعد عطا علم معلوم ہوا کہ کون شخص مراد ہے اسیطرح بعد حصول نعمات ثلثہ معلوم ہوا کہ کون شخص مراد ہے محض لغو ہے کیونکہ جناب امیرؑ کا ان صفات حمیدہ سے موصوف ہونا ایسا مشہور تھا کہ کفار و منافقین تک جانتے تھے کہ مراد اس سے حضرت علی ہیں چنانچہ روضۃ الصفا میں ہے صـ۱۴۳ جلد ۲ و سہل بن سعد ساعدی گوید کہ دراں شب کہ حضرت رسالت این سخن فرمودہ غلغلہ درمیان اصحاب افتاد گفتند آیا رایت بکدام یک آنا خواہد داد بریدہ بن الحصیب گوید کہ رسول اللہ قربے امید داشت و صاحب علم او باشد و جمعی از قریش گفتند مقرر است کہ مراد از ینہم علی بن ابیطالب است چہ او را چشم جہاں در دیکند کہ موقع قدم خود را نمی بیند و چون گوش امیرالمومنین بدرر الفاظ آبدار حضرت سید ابرار گراں شد گفت اللہم لا مانع لما اعطیت و لا معطی لما منعت چوں روز دیگر از نور طلعت خورشید عالم افروز چشم عالمیان روشنی پذیرفت و از لمعات آفتاب جہانتاب عرصہ گیتی اضاءت پذیرفت سعادتمندان در خنگ کہ در بیشہ وفا چنگ و در کمر پلنگ برد کمر و در بحر ہیجا قدم در کام نہنگ نہادندی بر در چشم مقدس حضرت رسالت پناہ جمع گشتند و ہر یک را تصور آن بود کہ این سعادت عظمی و موہبت کبری نصیب ا گردد سعد بن وقاص گوید کہ در برابر چشم رسول اللہ بزانو بر آمد و بعد ازاں برخواستم بامید آنکہ صاحب رایت من باشم از فاروق اعظم منقول است کہ گفت من امارت را ہرگز دوست نداشتم مگر دراں روز چوں حضرت مصطفے از خیمہ بیروں آمد فرمود کہ علی بن ابیطالب کجا است صـ۳۷

کہ وہی لوگ اوسکے مستحق تھے ۵۷ پس یہ صراحتاً نہیں ہوا کیونکہ وہ الفاظ اسپر دلالت

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۴ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کبار بلکہ منافقین کو بھی معلوم ہوا کہ ان صفات کے موصوف صرف جناب امیر ہیں مگر منافقین کو اسوجہ سے اطمینان تھا کہ آپ درد چشم میں مبتلا ہیں اس سبب سے یہ درجہ نہیں پا سکتے ورنہ اسکا سب کو یقین تھا کہ مقصود اس سے صرف جناب امیر ہیں پھر اگر جناب باری کا کسی طرح وعدہ اس خلافت کا ہوتا تو کب ممکن تھا کہ اونلوگوں کو معلوم نہوتا۔

ہمکو یہاں زیادہ حیرت اون صحابہ پر ہوتی ہے جو اپنے حالات سے بخوبی واقف ہیں بلکہ دوسروں کو بھی معلوم ہو چکا تھا تو کیا وہ رسول اللہ پر ایمان نہ لائے تھے جو اسپر بھی اسکی تمنی تھے کہ سعد بن ابی وقاص آئے ہیں اور ہڑکر چلے جاتے ہیں اور عمر بن خطاب بھاگ کر آچکے ہیں اور پھر وہ کرار غیر فرار کے مصداق بننا چاہتے ہیں حالانکہ انہیں کی فرار نے حضرت کو یہ رنج دیا تھا کہ یہ کلمہ فرمایا اور دو یحب اللہ ورسولہ او یحبہ اللہ ورسولہ تو ایسا عظیم الشان درجہ تھا کہ بجز جناب امیر کوئی اسکا مستحق ہو ہی نہیں سکتا۔

عمر صاحب کہتے ہیں کہ ہمنے کبھی امارت کی تمنا نہ کی مگر اوسی خیبر کے دن جبکہ حضرت نے یہ فرمایا تھا۔

اسپر علامہ علی بن برہان الدین حلبی سیرۃ حلبیہ میں تحریر فرماتے ہیں صفحہ ۳۵ جلد ۳۔

وعن عمر بن الخطاب انہ قال ما احببت الامارۃ الا ذلک الیوم ولعل ذلک لاینافی ماجاء ان وفد ثقیف لما جاء قال لہم لتسلمن او لابعثن الیکم رجلا منی وفی روایۃ مثل نفسی فلیضربن اعناقکم ولیسبین ذراریکم ولیاخذن اموالکم قال عمر فواللہ ما تمنیت الامارۃ الا یومئذ وجعلت انصب صدری لہ رجاء ان یقول ھو ھذا فالتفت صلی اللہ علیہ وسلم الی علی واخذ بیدہ وقال ھو ھذا ھو ھذا۔

یعنی عمر کا یہ قول اسکے منافی نہیں ہے جو بروز ورود وفد ثقیف کہا جبکہ حضرت نے فرمایا تھا اگر تم باز نہ آؤگے تو ہم ایسے شخص کو تمپر بھیجینگے جو ہم سے ہوئی یا مثل ہمارے نفس کے ہو وہ تمھاری گردنیں ماریگا اور تمھارے عورتوں کو قید کریگا اور تمھارے مال کو لے لیگا عمر نے کہا قسم خدا کی ہمنے کبھی امارت کی تمنا نہ کی مگر اوسی روز سینہ اپنا اونچا کر رہا تھا اس امید پر کہ حضرت فرمائینگے وہ شخص یہی ہے مگر حضرت نے ہمکو نہ پوچھا جناب امیر کیطرف رخ کیا اور فرمایا کہ وہ شخص یہی ہے

نہیں کرتے ہیں کہ یہ انعام اور یہ نعمتیں

بقیہ حاشیہ ص۳۵ بمرحیف ہی کہ جب وہ بار بار اپنی ناقابلیت دربار رسالت میں سمجھ چکی تھی کیونکر اسکی تمنا کرتے
اور بار بار جھوٹی قسم کھاتے ہیں کہ ہمنے کبھی امارت کی تمنا نہ کی ۔ حالانکہ اسی امید پر وہ اسلام لائے تھے
جب آیہ ومن یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی
الکافرین نازل ہوا تو اوسوقت بھی عمر صاحب کو جوش آیا قال عمر انا وقومی ھم یا رسول اللہ قال بل ھذا
وقومہ یعنی اباموسی الاشعری ص۲۹۲ جلد۲ درمنثور سیوطی۔
عمر نے کہا یا حضرت کیا اسکے مصداق ہم اور ہماری قوم ہے حضرت نے فرمایا بلکہ یہ اور اسکی قوم اور اشارہ کیا ابوموسے
اشعری کی طرف جس سے معلوم ہوا کہ ہر دفعہ حضرت عمر کی تمنا ٹھکرا دی جاتی ہے مگر وہ اپنے ارادہ سے باز نہیں آتے
بہرحال چونکہ موقع اختصار ہے لہذا زیادہ نہیں لکھ سکتا کیونکہ اسقدر تو یقینی معلوم ہوا کہ حضرت کا ارشاد کوئی مبہم یا معلق نہ تھا
کہ کوئی نہ سمجھ سکے سب جانتے تھے کہ حضرت کا مقصود بجز جناب امیر کوئی دوسرا نہ تھا اسلیئے ایسے الفاظ سے فرمایا کہ دوسروں کی
تنبیہ بھی ہو اور ہمیشہ کیلیئے اونکا استحقاق زائل ہو جائے کہ پھر کوئی نہ کہہ سکے کہ اور بھی کوئی مراد ہے یہی وجہ ہے کہ اسکے بعد
حضرت نے فرمایا جیسا کہ سیرۃ حلبیہ میں ہے ص۳۷ جلد۳
وعن حذیفۃ رضی لما تھیا علی کرم اللہ وجہہ یوم خیبر للحملۃ قال لہ رسول اللہ یا علی والذی نفسی
بیدہ ان معک من لا یخذلک ھذا جبریل ع عن یمینک بیدہ سیف لو ضرب بہ الجبال لقطعہا فاستبشر
بالرضوان والجنۃ یا علی انک سید العرب وانا سید ولد آدم
یعنی جب جناب امیر آمادہ حملہ ہوئے تو آنحضرت نے فرمایا قسم اوسکی جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ تمہارے ساتھ وہ ہے
جو کبھی تمکو مخذول نہ کریگا جبریل تمہارے داہنے ہاتھ ہیں جنکے ہاتھ میں ایسی تلوار ہے کہ اگر پہاڑ پر ماریں تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے
بشارت ہو تمکو جنت و رضوان کی اے علی تم سید عرب ہو اور میں سید فرزندان آدم
افسوس مولوی عبدالشکور صاحب نے اس مناظرہ کو ایسا ستیاناس کیا کہ کوئی موقع ان مطالب کو اٹھانے کا نہ ملا ورنہ
یہ مثال اونہوں نے ایسی دی تھی کہ اگر کوئی دکھانیوالا ہوتا تو یہ مناظرہ ایسا ہوتا کہ ہمیشہ کیلیئے یادگار رہتا کیونکہ
کلام خدا و رسول کوئی چیستاں نہیں ہوتا کہ کسی کے سمجھ میں نہ آسکے حالانکہ فتح خیبر کا معاملہ ایسا تھا کہ اوسکا اثر محدود
تھا تاہم رسول اللہ کو ایسے عنوان سے فیصل کرنا پڑا کہ کسی طرح اوس میں ابہام نہ رہے بخلاف معاملہ خلافت کے جسکا
تعلق قیامت تک ہے اور کب ممکن تھا کہ خدا یا رسول ایسا مبہم چھوڑے کہ قیامت تک نہ فیصل ہو۔

لارڈ کچنر کو اور سادنکے اسٹاف کو ملینگی یا اور کسی لارڈ کو یا اور اسکے

بقیہ حاشیہ ص۳۶ ہم پہلے اسکو لکھ چکے ہیں کہ اس آیہ کی نزول کی خود رسول اور صحابہ کو ایسا اطمئن کر دیا تھا کہ جن زمنوں میں
وہ ابتداء اسلام مبتلا تھی اون سب سے اطمینان ہو گیا جس سے معلوم ہوا کہ اسکا تعلق خلافت بمعنی نیابت رسول سے نہ تھا
مولوی صدیق حسن خانصاحب تفسیر فتح البیان میں لکہتی ہیں لیستخلفنهم فی الارض بدلا عن الکفار وهو وعد یعم جمیع الامة
وقیل هو خاص بالصحابة ولا وجه لذلک فان الایمان وعمل الصالحات لا یختص بهم بل یمکن وقوع ذلک من کل واحد
من هذه الامة ومن عمل بکتاب الله وسنة رسول الله فقد اطاع الله ورسوله واللام فی لیستخلفنهم
جواب قسم محذوف او جواب للوعد بتنزیله منزلة القسم لانه ناجز لا محالة والمعنی لیجعلنهم فیها خلفاء یتصرفون
فیها تصرف الملوک فی مملوکاتهم وقد ابعد من قال انها مختصة بالخلفاء الاربعة او بالمهاجرین صفحہ ۲۳۸ جلد ۶ -
یعنی مراد لیستخلفنهم سے یہ ہی کہ کفار کی بدلے میں ان سب کو سکونت دیگا اور یہ وعدہ عام ہی جمیع امت کیلیے بعض کہتے ہیں خاص ہی
صحابہ سے مگر اسکی کوئی وجہ نہیں کیونکہ ایمان و عمل صالح مخصوص صحابہ سے نہیں ہے بلکہ اس امت کی ہر شخص سے اسکا حصول ممکن ہی
تو جسنے عمل کیا کتاب و سنت پر وہ مطیع خدا اور رسول ہی اور لام لیستخلفنهم جواب قسم محذوف ہی کیونکہ یہ سب پورا ہونے والا ہی کیونکہ
وہ لوگ بادشاہ ہونگی اور ویسا تصرف کرینگی جو بادشاہونکو ہوتا ہی اور جن لوگوں نی اس وعدہ کو مخصوص کیا ہی خلفا اربعہ یا
مہاجرین سے اونھوں نی نہایت دور از عقل کام کیا -
اب فرمایئے خلافت خلفاء ثلثہ کا کیا حال ہوا کیا اس آیہ سے اونکی حقیت ثابت ہو سکتی ہی جسپر مولوی عبد الشکور نے
بڑا زور دیا تھا کہ یہ باتیں صرف خلفاء ثلثہ کو حاصل ہوئیں جناب امیر کو بھی نہیں؟ حالانکہ عن البراء قال فینا نزلت و
نحن فی خوف شدید ص۳۹ کہ حضرت براء عازب فرماتے ہیں یہ آیہ ہم لوگونکی بارے میں نازل ہوا کہ خوف شدید میں تھے تو کیا حضرت براء
بن عازب صحابی زیادہ سچے ہیں جو اپنی لوگونکی بارے میں نزول کے مدعی ہیں یا مولوی عبد الشکور صاحب جو سب کا حق لیلا قرار دیکر خلفاء
ثلثہ کو بخش رہی ہیں -
پھر اوسی فتح البیان میں ہی فنزلت هذه الآیة وانجز الله وعده واظهرهم علی جزیرة العرب کہ یہ آیہ نازل ہوا
اور خدا نے اپنا وعدہ پورا کیا اور تمام جزیرہ عرب پر قبضہ دیا پھر یہ کس قسم کی ایمانداری ہی کہ جو وعدہ رسول سے تھا اور پورا
بھی ہو چکا اوس سے خلافت خلفاء ثلثہ مراد لیجاتی ہی اسکے بعد کما استخلف الذین من قبلهم ہی کہ انکو بھی ویسا ہی خلیفہ
فی الارض کریگا اسکی متعلق تفاسیر اہلسنت میں ہی کہ تشبیہ یا خلافت حضرت داود سلیمان سے ہی یا بنی اسرائیل سے جو کنعان کے جانشین
ہوئے مگر اب اگر تمثیل خلافت داود و سلیمان سے مانا جائے تو خلافت ثلثہ باطل ہوتی ہی کیونکہ اونکی خلافت بالنص نہیں ہوئی

اشٹان کو غرض ہمارے نزدیک تو یہ چار ول

بقیہ حاشیہ صـ۳۷ بلکہ پنجابی سے بخلاف خلافت حضرت داؤد و سلیمان کہ اونکی خلافت بالنص ہوئی
اسلیئے فتح البیان میں ہی کل من استخلفہ اللہ فی ارضہ فلا یخص ذلک بنی اسرائیل ولا امۃ من الامم
دون غیرھا یعنی ہر وہ شخص کہ خدا اوسکو زمین میں خلافت دے تو نہ بنی اسرائیل کی خصوصیت ہے نہ کسی دوسرے امت کی
تفسیر ابن کثیر میں ہی ھذا وعد من اللہ لرسولہ صلعم صـ۱۰۹ کہ یہ وعدہ خدا ہے اپنے رسول سے جسکو اوسنے پورا کر دیا
ثم ان رجلا من اصحابہ قال یا رسول اللہ ابد الدھر نحن خائفون ھکذا اما یاتی علینا یوم نامن فیہ ونضع
السلاح فقال رسول اللہ لن تغبروا الا یسیرا حتی یجلس الرجل منکم فی الملا العظیم محتبیا لیست فیہ حدیدۃ
وانزل اللہ ھذہ الایۃ فاظھر اللہ نبیہ علی جزیرۃ العرب فامنوا ووضعوا السلاح صـ۱۱۱
غرض صدر رضا کا یہ کہنا خلافت خلفائے ثلثہ پر بلکہ اس سے بھی زیادہ پر اسکا اطلاق ہو سکتا ہی یہ صحیح ہی مگر اس سے حقیت تو کسی خلیفہ کی
نہیں ثابت ہو سکتی کیونکہ زیادہ میں یزید عبد الملک وغیرہ سب داخل ہیں۔ تو اگر اسیطرح خلافت خلفائے ثلثہ بھی ثابت ہوئی
تو اس سے فائدہ ہی کیا ملا کیا کوئی کہہ سکتا ہی کہ خلافت یزید و عبد الملک خلافت راشدہ تھی؟ کیونکہ بقول صدر رضا وہ
سب اس میں داخل ہیں۔ غرض جسطرح آریہ لوگ ریل اور تار اور جملہ ایجادات کو جو اسوقت ہو رہی ہیں وید سے ثابت
کرتے ہیں کہ سب کا ذکر وید میں موجود ہی اوسیطرح مسلمان اپنے خلفا کے خلافت کو ہر آیہ قرآنی سے ثابت کر رہے ہیں یہانتک
قادیانی جماعت تو پورے قرآن کو اپنے پیر پر ڈھالتی ہیں مرزا صاحب کو اور اونکے دونوں خلیفہ کی خلافت کو اسی آیہ سے
اور صدہا آیات سے ثابت کرتی ہیں تو کیا قرآن بھی اونکے مطابق ڈھلجائیگا۔
واقعات خلافت سب کے سامنے موجود ہیں حدیثیں تاریخیں مملو ہیں دیکھ لو کسی نے بھی اس آیہ سے یا کسی آیہ سے یا کسی حدیث سے
خلافت پر استدلال کیا ہی اگر نہیں کیا تو اب کسیکو کیا حق ہی کہ بعد حصول خلافت اور بعد انقراض مدت و حصول مطلب
اوس سے استدلال کرے آپ کتب احادیث و تواریخ میں دیکھ لیجیے حدیث و قرآن سے استدلال کر نیوالے صرف جناب امیر تھے کہ دیکھو حدیث میں انکے
یہ حکم دیا رسول نے یہ فرمایا آپکے مقابلہ میں کسی خلیفہ نے یہ نہیں کہا کہ اگر آپکو یہ کہا تو ہمارے بارے میں یہ فرمایا لہذا معلوم ہوا کہ اون
خلافتوں کی بنیاد محض اپنی اجماعی قوت پر تھی نہ حدیث و کتاب پر پھر یہ کس قسم کی زبردستی ہی کہ جسکو کسی نے اوس وقت
قابل استناد نہ سمجھا اوس سے استدلال کر کے خدا اور رسول پر افترا کیا جاتا ہے۔
اب مولوی عبد الشکور صاحب کا یہ کلام علمائے اہلسنت نے جو نص کا انکار کیا ہی“ انکا صاف مطلب ہی کہ عقد خلافت
نص سے نہیں ہوا ہی یعنی حضرت ابوبکر صدیق کو کسی نص کے ذریعہ سے خلیفہ نہیں بنایا گیا اور جو علما نص سے خلافت کو ثابت

۵ اور ۲۶ [illegible]

خلیفہ برحق اور قابل تعظیم اور لائق تکریم ہیں۔

بقیہ حاشیہ صـ ۳۸ کرتے ہیں اونکا مطلب ہی کہ ان خلافتوں کا ہونا برحق ثابت ہی عقد خلافت اور حقیت خلافت میں بڑا فرق ہی در رسالہ رد مذہب شیعہ کیسا بے مزہ ہی کیونکہ اس کلام میں اور عیسائیوں کے اس کلام میں کوئی فرق نہیں ہی کہ خدا تین نہیں ہی اور ایک نہیں یہ دونوں کیونکر ہو سکتا ہی یا نص مانو جو خلاف واقع اور خلاف مذہب اہلسنت ہی بلکہ کہو کہ خلافت بلا نص ہوئی تو تمہارا دعوی غلط ہوا کہ ہم نص قرآن سی خلافت کو ثابت کرتے ہیں۔

شاہ صاحب تحفہ میں فرماتے ہیں امام کو لازم نہیں ہی کہ خدا کی طرف سی اسکے واسطے نص ہو یعنی خدا مقرر کرے کیونکہ اسواسطے کہ مکلفین پر واجب ہی کہ اپنی ضرورت و حاجت کے وقت موافق مصلحت اوسوقت کے کسیکو خود رئیس کر لیں پس تعین ان سب کا دینیں کو سپرد ہوتا ہی تاکہ اسکی اطاعت میں قصور نہ کریں جیسا مشہور ہے نواختہ خود را نباید انداخت پلا جرم انکی کرد کا لحاظ رکھینگے اور اگر خدا کیطرف سے منصوص و مقرر ہو تو جیسے تمامی شرعیہ میں سستی اور بناوٹ ظہور میں ہوتی ہی ویسی ہی اسکی نصب میں بھی واقع ہوگی پس نصب امام سی جو غرضیں منظور ہوتی ہیں سب ضایع اور خراب ہو جاینگی کیسا اسلئے کہ نص الہی مکلفین کے حق میں کافی نہیں ہے کہ اسپر عمل کریں اور مطیع ہوں ورنہ قرآن کیا تھوڑا تھا اور حدیث پیغمبر کی کیا کمی تھی بس تعجب ہی کہ شاہ صاحب تو اس صراحت سے ضرورت نص سے انکار کریں کہ اسسے اغراض نصب خلافت فوت ہو جاینگی اور آپ یہ فرماتے ہیں کہ خلافت بلا نص ہوئی اور عقد خلافت نص۔ یہ تو دیہی ہوا کہ خالد نے مالک بن نویرہ کو قتل کر کے اوسی شب کو اوسکی زوجہ پر تصرف کیا جبپر عمر صاحب نے کہا اسکو قتل کر دیا سنگسار کر دیا موقوف کرو مگر نہ مانا اور علما یہ گڑھنے لگے کہ یہ تصرف جائز تھا۔ اوسی طرح حضرت عمر تو صاف فرماتے ہیں انما کانت بیعۃ ابی بکر فلتۃ و تمت الا وانھا قد کانت کذلک ولکن اللہ وقی شرھا صـ ۱۱۱ جلد ۹ کہ بیعت ابوبکر ناگہانی ہو گئی خدا نے اوسکے شر سی بچا لیا اگر کوئی ایسا کریگا ورنہ قتل کیا جائیگا۔ پھر بتایئے ہم شاہ صاحب کو سچا مانیں جو نص کے منکر ہیں اور نص کو مضر خلافت بتاتے ہیں یا آپکو سچا سمجھیں جو خلافت کو تو بلا نص مانتے ہیں اور عقد کو بنص حالانکہ اسکی تو بحث ہی نہیں ہے کہ محض خلافت حق ہی یا نہیں بحث تو اسکی ہی کہ خلافت خلفاء ثلثہ حق ہی یا نہیں جسمیں آپ خود اپنے اقرار سے ناکام ہیں۔

آخر میں ہم جناب صدر صاحب کی تعریف کرتے ہیں کہ آپنے ایماندارانہ ساتھ فیصلہ کیا یہ بات دوسری ہے کہ آپکا مذہب سنی ہی اور مذہبی حیثیت کو بھی باقی رکھا لہذا آپکا فیصلہ ایک طور سے حجت ہے۔

ہاں ہم جو بار بار لکھتے ہیں کہ ثالث ایک شخص غیر مذہب کو ہونا چاہیے تھا اسکے لئے میں ایک مثال اخبار الفضل سے جو مرزائیوں کا اخبار ہی پیش کرتا ہوں وہ لکھتا ہی ایک مولوی کا امرتسر میں آریہ سی مباحثہ ہو رہا تھا پریزیڈنٹ

شعر گہر خر چیار ندو گوہر چہار + فرد تشندہ را با فضولی چہ کار — محمد حسن ممقبہ

بقیہ حاشیہ صـ۳۹ پادری صاحب نے کیا آپ بے تعلق باتیں کیوں کرتے ہیں جنکا اصل بحث سے کوئی تعلق نہیں اگر آپ اسی طرح بحث تحریف قرآن کو اپنی قطعی حکم سے روک دیتے تو نہ پھر اونکو جرأت ہوتی نہ ملا صاحب پریشان ہوتے جس سے وہ مقصد فوت ہوا جسکے لیے یہ مناظرہ قائم ہوا تھا۔

جناب ملا صاحب نے بھی واقعاً نہایت جرأت سے کام لیا کہ اتنی بڑی مجمع میں جو سب اغیار تھے اسطرح بیباکی کو ظاہر کیا مگر یہ غلطی ضرور کی کہ تحریف کی بحث کو آنے دیا حالانکہ وہیں انکو بسخت انکار سے روکنا تھا اور اگر وہ نہ مانتے تو آپ کو سیف الکم حد السارق کی چاروں جلدوں اور قول کریم کو پیش کردینا تھا کیونکہ اونکی کل تقریروں کا جواب اس میں دیدیا گیا ہے بہر حال جہانتک ہو سکے ملا صاحب کی قدر کرنا چاہیے کہ اونھوں نے حق کو واضح کر دیا۔

ہم مولوی عبد الشکور صاحب کے بھی معرف ہیں کہ آپنے کذب افترا میں کمال درجہ کی جرأت دکھائی جسپر خود جناب صدر صاحب نے فرمایا "اس گستاخی کیا کہنا" "شیعو نپر یہ ناحق بہتان ہے" بہر حال ہمنے یہ رسالہ صرف اسوجہ سے لکھا کہ مولوی عبد الشکور صاحب نے بار بار اڈیٹر اصلاح کا بلا وجہ نام لیا ہے حالانکہ اڈیٹر اصلاح نہ وہاں موجود تھا نہ اوس سے کسی قسم کا تعلق تھا اور آپ تو دو بار سیوان آکر ایسی زک اوٹھا چکے ہیں کہ کوئی غیرت دار تو پھر کبھی اسکی جرأت نکرتا مگر جو شخص شیعو نپر ناحق بہتان کرتا ہے اوسکو شیعو نپر افترا کرنے میں کیا عذر ہو سکتا ہے۔

اہل حدیث کو مژدہ ہو کہ آپنے اس فتنہ عمیا میں جس جبر و تحمل سے کام لیا اوسکا عوض خدا نے ایسا دیا کہ خود صدر صاحب کے فیصلے نے آپکی حقیت مذہب کو ایسا واضح کر دیا کہ اب شاید کوئی مناظرہ کا نام نہ لے مگر یہ اچھا نہیں کیا کہ جناب ملا صاحب کو تنہا اوس مجمع میں جانے دیا اور روسا مذہب شیعہ سے دس بیس بھی ساتھ نہ ہوے حالانکہ غزوات میں لڑتے تھی صرف جناب امیر ع مگر رہتا تھا مجمع ہزاروں کا کہ دیکھی رہے اور جناب امام حسین ع کو تنہا ہزاروں سے جہاد کرنا پڑا جسپر آپ لوگ روتے ہیں اب موقع ہے کہ جہاں جہاں فرقی مخالف کا اشتہار چھپا ہو وہاں اس رسالہ کو پہونچایئے کہ مرہم درد جگر ہو۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی اہلبیتہ الطاہرین ولعنۃ اللہ علی اعدائہم اجمعین

قرار اڈیٹر النجم — فیض الرحمن — فتح المبین بلا قیمت

تی جلد اول ۴ - جلد ۲ - جلد ۳ ۲/ - جلد ۴ - قول کریم ان مباحث کے متعلق قابل دید ہے